سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2016

سوموار،15۔فروری 2016

(یوم الاثنین،6۔جمادی الاوّل 1437ھ)

سولھویں اسمبلی: انیسواں اجلاس

جلد 19: شمارہ 12

1199

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 15۔فروری 2016

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات آبپاشی اور ٹرانسپورٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون پر غوروخوض اوران کی منظوری

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) کینال اینڈ ڈرینج 2015 (مسودہ قانون نمبر 53 بابت 2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) کینال اینڈ ڈرینج 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے آبپاشی و بجلی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) کینال اینڈ ڈرینج منظور کیا جائے۔

1200

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب 2015
(مسودہ قانون نمبر 30 بابت 2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب 2015 کے تسلسل کی غرض سے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (2)225 کے تحت خصوصی آرڈر جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے جینڈر مین سٹریمنگ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب 2015 منظور کیا جائے۔

(بی) عام بحث

آبپاشی پر عام بحث

ایک وزیر آبپاشی پر عام بحث شروع کرنے کی تحریک پیش کریں گے۔

1201

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

سوموار،15۔فروری2016

(یوم الاثنین ،6۔جمادی الاوّل1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بج کر20 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَ
يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا
كَبِيرًا ۹ وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا
لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۱۰ وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ
بِالْخَيْرِ ۖ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا ۱۱ وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَ
النَّهَارَ آيَتَيْنِ ۖ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ
مُبْصِرَةً لِتَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ
السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا ۱۲
وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ ۖ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنْشُورًا ۱۳ اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ
الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ۱۴

سورۃ بنیٓ اسرآئیل آیات 9تا14

یہ قرآن وہ رستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ اُن کے لئے اجر عظیم ہے(9)اور یہ بھی (بتاتا ہے) کہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے لئے ہم نے دُکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے(10)اور انسان جس طرح (جلدی سے) بھلائی مانگتا ہے اسی طرح بُرائی مانگتا ہے۔اور انسان جلد باز (پیدا ہوا) ہے(11)اور ہم نے دن اور رات کو دو نشانیاں بنایا ہے رات کی نشانی کو تاریک بنایا اور دن کی نشانی کو روشن تاکہ تم اپنے پروردگار کا فضل (یعنی) روزی تلاش کرو اور برسوں کا شمار اور حساب جانو اور ہم نے ہر چیز کی (بخوبی) تفصیل کر دی ہے(12)اور ہم نے ہر انسان کے اعمال کو (بہ صورت کتاب) اس کے گلے میں لٹکا دیا ہے اور قیامت کے روز (وہ) کتاب اسے نکال دکھائیں گے جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا(13)(کہا جائے گا کہ) اپنی کتاب پڑھ لے تو آج اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے(14)

وما علینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

نسیما جانبِ بطحا گزر کن
ز احوالم محمد را خبر کن
توئی سلطان عالم یا محمد
ز روئے لطف سوئے من نظر کن
بریں جانِ مشتاقم بہ آں جا
فدائے روضہ خیرالبشر کن
مشرف گرچہ شُد جامی زلطفش
خدایا ایں کرم بارِ دگر کن

سوالات

(محکمہ جات آبپاشی اور ٹرانسپورٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ آبپاشی اور ٹرانسپورٹ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔ میرے خیال میں آج گورنمنٹ بزنس تو نہیں ہو سکے گا اس کو بدھ تک کے لئے ملتوی کر لیا جائے اور اس کے بعد آج محکمہ آبپاشی پر بحث ہو گی۔ پہلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔ کیا وہ تشریف فرما ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! سوال نمبر 2603 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے ڈاکٹر سید وسیم اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ پنجاب میں چلنے والی ٹیکسیوں / رکشاؤں / چنگ چی رکشا کے لئے وضع کئے گئے قوانین کی تفصیلات

*2603: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں چلنے والی تمام ٹیکسیوں اور رکشاؤں کے کرایہ کے میٹر ختم ہو چکے ہیں اگر کسی رکشا / ٹیکسی میں میٹر موجود ہے تو ان کی ریڈنگ منظور شدہ کرایہ سے کہیں زیادہ ہوتی ہے؟

(ب) حکومت نے عوام کی اس پریشانی کو دور کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں اور آئندہ کیا اقدامات زیر غور ہیں؟

(ج) کیا لاہور شہر میں چلنے والے چنگ چی موٹر سائیکل رکشا بطور پبلک ٹرانسپورٹ منظور شدہ سواری ہے، اس میں کتنی سواریاں بٹھانے کی اجازت دی گئی ہے، اس میں سفر محفوظ بنانے کے لئے کیا قوانین اور ضوابط طے کئے گئے ہیں اور اگر چنگ چی رکشا کے متعلق کوئی قوانین وضع نہیں کئے گئے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان):

(الف) موٹر وہیکل آرڈیننس 1965 کے سیکشن 53،59 اور موٹر وہیکل رولز 1969 کے مطابق جو مالکان موٹر کیب ٹیکسی کا روٹ پرمٹ رکھتے ہوں وہ میٹر نصب کرنے کے پابند ہیں لیکن ڈرائیور اور سواری کے مابین bargaining کے باعث اس کا استعمال ختم ہو چکا ہے۔ تاہم محکمہ ٹرانسپورٹ نے عوام کی سہولت کے پیش نظر ایک کرایہ نامہ بھی جاری کر دیا ہے۔ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں بیان کیا جا چکا ہے۔

(ج) چنگ چی موٹر سائیکل رکشا کو 2000 میں بطور پبلک ٹرانسپورٹ استعمال کی اجازت دی گئی تھی تاہم پانچ بڑے شہروں میں اس کی بطور پبلک ٹرانسپورٹ استعمال کی اجازت نہ ہے ان بڑے شہروں میں چلنے والے چنگ چی موٹر سائیکل رکشا کو قانون اور ضوابط کے دائرہ کار میں لانے اور سفارشات مرتب کرنے کے لئے ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی قائم کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! انہوں نے جز (ج) میں بتایا ہے کہ چنگ چی موٹر سائیکل رکشا کو 2000 میں بطور پبلک ٹرانسپورٹ استعمال کی اجازت دی گئی تھی تاہم پانچ بڑے شہروں میں۔۔۔

تعزیت

معزز ممبر محترمہ رخسانہ کوکب کے بھائی کے انتقال پر دعائے مغفرت

جناب سپیکر: میاں محمد اسلم اقبال! معاف کرنا ذرا تشریف رکھیں۔ ہمارے اس ایوان کی معزز ممبر محترمہ رخسانہ کوکب کے بھائی کا انتقال ہو گیا ہے ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر محترمہ رخسانہ کوکب کے بھائی کے لئے فاتحہ خوانی کرائی گئی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: جی، میاں محمد اسلم اقبال!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جز (ج) کا جو جواب دیا گیا ہے میں اس کو پڑھ دیتا ہوں میرا اس کے اندر ہی ضمنی سوال ہے۔ چنگ چی موٹر سائیکل رکشا کو 2000 میں بطور پبلک ٹرانسپورٹ استعمال کی اجازت دی گئی تھی تاہم پانچ بڑے شہروں میں اس کی۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! یہ اریگیشن کے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ یہ ٹرانسپورٹ سے ہی متعلقہ ہے۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔ چنگ چی موٹر سائیکل رکشا کو 2000 میں بطور پبلک ٹرانسپورٹ استعمال کی اجازت دی گئی تھی تاہم پانچ بڑے شہروں میں اس کی بطور پبلک ٹرانسپورٹ استعمال کی اجازت نہ ہے۔ میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہ کون سے بڑے شہر ہیں جہاں اجازت نہ ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا سوال یہ ہے کہ جو کمیٹی بنائی گئی ہے یہ کب تک اسمبلی میں یا اپنے متعلقہ محکمے کو اپنی سفارشات put کر دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ یہ بتا دیں کہ پانچ کون کون سے شہر ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! لاہور، گوجرانوالہ، فیصل آباد، ملتان اور راولپنڈی ہیں۔ مزید میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ جس سوال کا جواب میرے بھائی نے پڑھا ہے تو میں نے اس کا revise answer بھیجا تھا لیکن شاید نہیں پہنچا۔ میں (ج) جز کے حوالے سے جواب پڑھ دیتا ہوں کہ اس ضمن میں گزارش ہے کہ 2003-05-23 میں سپریم کورٹ کے فیصلے کی روشنی میں ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ نے 2 سٹروک چنگ چی موٹر سائیکل رکشا پر لاہور سمیت پانچ بڑے شہروں کے علاوہ باقی تمام شہروں میں پبلک ٹرانسپورٹ کے طور پر استعمال کرنے کی اجازت دی ہے اور اس پر چھ سواریاں بٹھائی جا سکتی ہیں لیکن چند روٹوں پر دوسری پبلک ٹرانسپوٹ کی کمی اور مسافروں کی سہولت کے پیش نظر لاہور میں بھی چند سڑکوں کے علاوہ اس کو بند نہیں گیا۔ بعد ازاں مورخہ 2013-08-01 کو ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کی میرے بھائی بات کر رہے ہیں تاکہ لاہور میں غیر قانونی موٹر سائیکل رکشا کے لئے کوئی لائحہ عمل تیار کیا جا سکے جس کی روشنی میں لاہور بھر میں ان موٹر سائیکل رکشا کے اعداد و شمار کو اکٹھا کیا گیا۔ اس کو مختلف فورمز پر زیر بحث لایا گیا تاکہ سفارشات اعلیٰ سطحی کمیٹی کو بھجوائی جا سکیں۔ اس سلسلے میں مختلف اوقات میں چھ meetings منعقد ہوئیں اور آخری میٹنگ 2015 میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس غیر قانونی موٹر سائیکل رکشا کو مرحلہ وار لاہور کی مختلف سڑکوں پر چلانے کی پابندی عائد کی جائے۔ حال ہی میں سپریم کورٹ آف پاکستان نے 6۔جنوری

2016 میں فیصلہ دیا کہ چنگ چی رکشوں کو regularize کیا جائے اور اس فیصلے کی روشنی میں تمام صوبوں کے مسافروں کے تحفظ کے حوالے سے اس کی fitness چیک کرنے اور روٹ جاری کرنے کی ہدایات جاری کی جائیں جس کی روشنی میں تین ماہ کے اندر رپورٹ تیاری کے بعد سپریم کورٹ میں پیش کی جائے گی تاکہ اس پر عملدرآمد ہو سکے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ اعلیٰ سطحی کمیٹی قائم کر دی گئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! میں نے اس جواب میں کمیٹی کا ذکر کیا ہے اور میں کمیٹی کی لسٹ بھی فراہم کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! انہوں نے یہاں پر لکھا ہے کہ پانچ شہروں میں بطور پبلک ٹرانسپورٹ اجازت نہ ہے تو کیا لاہور، گوجرانوالہ، فیصل آباد اور باقی دو شہروں میں اس وقت چنگ چی رکشا چل رہا ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! ان تمام شہروں میں چنگ چی چل رہا ہے لیکن آپ بھی سمجھتے ہیں اور یہ بھی سمجھتے ہیں کہ چنگ چی کے ساتھ ہزاروں خاندانوں کا روزگار منسلک ہے اور ان کو دو تین بار بند کرنے کی کوشش کی گئی لیکن شالامار کے علاقے میں اس وقت مزاحمت ہوئی تو اس وقت پارلیمنٹیرین اور لوگ آڑے آ گئے کہ ان کا روٹ بند نہ کیا جائے۔ سپریم کورٹ نے اسی حوالے سے اس کو regularize کرنے کے لئے تین ماہ کا ٹائم دیا ہے۔ اس کے لئے سفارشات پیش کی جائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ معاملہ بھی حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!۔۔۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! اصل مالک آ گئے ہیں اب وہ کھڑے ہو گئے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! چلیں! انہیں ضمنی سوال کرنے دیں۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! آپ سوال کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میری اس میں گزارش یہ ہے اور پارلیمانی سیکرٹری نے فرمایا ہے کہ ہزاروں خاندانوں کا روزگار اس کے ساتھ منسلک ہے تو اس کا مطلب ہے کہ جو برا یا گندا کام کرتا ہے اور قانون کے دائرے سے باہر کرتا ہے تو اس کو اسی بناء پر اجازت دی جائے کہ اس کے خاندان کا رزق اس کے ساتھ لگا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: نہیں۔ وہ چنگ چی کی بات کر رہے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں بھی چنگ چی کی بات کر رہا ہوں۔ چنگ چی کے اندر چوری کی موٹر سائیکلیں بھی استعمال ہوتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، سپریم کورٹ نے بھی چنگ چی کے بارے میں نوٹس لیا ہے۔ میرے خیال میں آپ تو اور بات کر رہے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں بھی اسی کے بارے میں بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! آپ فرمائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز (الف) میں کہا ہے کہ عوام الناس کی سہولت کے پیش نظر کرایہ نامہ جاری کر دیا گیا ہے تو گزارش یہ ہے کہ یہ کرایہ نامہ تو ہر سواری کے پاس اور نہ ہی گاڑی کے ڈرائیور کے پاس ہوتا ہے تو اس میں کیا امر مانع ہے کہ میٹر install ہو جائیں اور اس کے مطابق سارا نظام چلے؟ حکومت کو اس حوالے سے کیا پریشانی ہے اور وہ میٹر کیوں نہیں لگائے جاتے؟

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہے کہ اس میں کیا امر مانع ہے کہ میٹر کیوں نہیں لگائے جاتے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! پچھلے چند سالوں سے کرائے کے لئے میٹر لگانے کی پریکٹس عملی طور پر ختم ہو گئی تھی چنانچہ مارکیٹ میں اب یہ دستیاب نہیں ہیں۔ سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلے کی روشنی میں محکمہ ٹرانسپورٹ میں آج کل نئے digital meter درآمد کرنے کے لئے چند ملکی کنٹریکٹروں سے بات چیت زیر غور ہے جو اس کا متعلقہ محکمہ EDB اور PSQCA کی منظوری کے بعد نافذ عمل کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ تین ماہ کے ٹائم میں یہ کام مکمل ہو جائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اس پر تین ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔ اب آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! چھوٹا سا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! نہیں، اب آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس مسئلے کے حوالے سے جو اعلیٰ سطحی کمیٹی بنی ہے تو اس نے کیا سفارش کی ہے یہ مہربانی کر کے بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! شاہ صاحب بعد میں تشریف لائے ہیں اور already یہ بات ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے یہ ساری رپورٹ بتا دی ہے۔ شاہ جی! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! اس میں کوئی جواب نہیں دیا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، انہوں نے پڑھ کر سنا دیا ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! جو انہوں نے جواب میں لکھا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ مہربانی کریں۔ میں نے شاہ صاحب کو floor دیا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 3258 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 13-2012، پنجاب میں پانی چوری کے مقدمات و دیگر تفصیلات

*3258: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پانی چوری کے لئے کسان کون کون سے طریقے استعمال کرتے ہیں، اس چوری کو روکنے کے لئے محکمہ پیش بندی کے لئے کون کون سے اقدامات بروئے کار لاتا ہے؟

(ب)　پانی چوری کے لئے قانون میں کون کون سی سزائیں مقرر ہیں، مالی سال13۔2012میں پنجاب میں پانی چوری کے کتنے مقدمات کون کون سے سرکل میں قانون کی کس کس دفعات کے تحت درج ہوئے اور یہ اب کس سٹیج پر ہیں نیز مذکورہ عرصہ کے کتنے کیسز میں عدالت سے باقاعدہ سزائیں ہوئیں اور کیا کیا سزا دی گئی؟

(ج)　کیا یہ درست ہے کہ پانی چوری بالعموم محکمہ کے اہلکاران جو کہ نگرانی کے ذمہ دار ہیں، کی ملی بھگت کے بغیر نہیں ہو سکتے لہٰذا یہ بتائیں پانی چوری کی معاونت کرنے پر مالی سال 13۔2012 میں محکمہ کے کتنے اہلکاروں کے خلاف کیا کیا تادیبی کارروائی کی گئی؟

(د)　کیا یہ بھی درست ہے کہ جب کوئی موگہ ٹوٹتا ہے تو مقدمہ اس موگہ سے آبپاشی کرنے والے سارے ہی کسانوں پر درج کر دیا جاتا ہے اور سب ہی کو تاوان لگا دیا جاتا ہے کیا یہ ناانصافی نہ ہے، کیا محکمہ اس ناانصافی کو دور کرنے کے لئے قانون سازی کرنے کے لئے تیار ہے کہ نہیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف)　پانی چوری کے لئے کسان عام طور پر مندرجہ ذیل طریقے بروئے کار لاتا ہے:

موگہ جات کو توڑ کر پانی چوری کرنا
ڈائریکٹ نہر سے پائپ کے ذریعے پانی چوری کرنا
نہروں کے کناروں کو کمزور کر کے ڈائریکٹ کٹ لگا کر پانی چوری کرنا
نہروں میں ڈاف لگا کر پانی چوری کرنا

پانی چوری کی روک تھام کے لئے محکمہ انہار، پولیس اور سول انتظامیہ کی مشترکہ چھاپہ مار ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں نیز محکمہ انہار نہروں اور موگوں کی دن رات نگرانی بھی کرتا ہے۔ محکمہ انہار نے صوبہ پنجاب میں نہری پانی کی چوری روکنے کے لئے اپنے شعبہ Programme Monitoring & implementation Unit(PMIU) کی وساطت سے جدید نظام متعارف کروایا ہے جو کہ پانی چوری کی روک تھام کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات روزانہ کی بنیاد پر کر رہا ہے نیز محکمہ انہار کا جو ملازم پانی چوری میں ملوث پایا جاتا ہے اس کے خلاف بھی قانون کے مطابق محکمانہ کارروائی کی جاتی ہے۔

پانی چوری کی روک تھام کے لئے PMIU روزانہ کی بنیاد پر بغیر اطلاع دیئے موگہ جات کی مانیٹرنگ کرتا ہے۔ اس ضمن میں دسمبر 2015 تک 3289 رپورٹس بابت پانی چوری اور موگہ جات کی ٹمپرنگ محکمہ کے اہلکاران کے خلاف محکمانہ کارروائی کے لئے

مجاز افسران کو بھجوائی گئی ہیں جس کی بناء پر محکمہ کے مختلف اہلکاروں کے خلاف کارروائی شروع کی گئی ہے۔

پی ایم آئی یو نے موگہ جات کی ترمیم کے سلسلے میں ایک منظم نظام وضع کیا ہے جس کی بدولت بغیر جواز کے موگہ جات کی ترمیم ناممکن بنی ہے یعنی عملہ کے میل ملاپ کے ذریعے موگہ جات کی غیر قانونی ترمیم کا سد باب ہوا ہے۔

پی ایم آئی یو نے کسانوں کے لئے ایک سپیشل کمپیوٹرائزڈ نظام بنایا ہے جس میں کسانوں کی ٹال فری نمبر پر شکایات وصول کی جاتی ہیں۔ وزیراعلیٰ پنجاب اور چیف سیکرٹری پنجاب کی طرف سے محکمانہ / نہری نظام سے متعلق شکایات بھی وصول کی جاتی ہیں اور وصول کردہ شکایات کو جلد از جلد کمپیوٹرائزڈ نمبر لگا کر متعلقہ افسران کو فوری کارروائی کے لئے بذریعہ ای میل / فیکس / ڈاک بھجوایا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں دسمبر 2015 تک 297329 شکایات درج کی گئیں اور ان میں سے 183207 شکایات کا ازالہ کر دیا گیا باقی ماندہ شکایات کے تدارک کے لئے متعلقہ افسران کو باقاعدگی سے ہدایات جاری کی جاتی ہیں۔

اس کے علاوہ پی ایم آئی یو ورلڈ بنک کے تعاون سے Real Time Flow Monitoring اور Decision Support System کے پراجیکٹس پر کام کر رہا ہے۔ جس کا مقصد انسانی مدد کے بغیر موبائل ٹیکنالوجی کی مدد سے نہروں کے ہیڈ اور ٹیل ڈسچارجز کو ماپنا اور خودکار نظام کی بدولت محکمہ انہار کے ڈیٹا بیس میں معلومات کو اکٹھا کرنا ہے جس سے پانی کی ترسیل کے نظام میں مزید شفافیت اور یکسانیت آئے گی اور پانی چوری کی روک تھام میں مدد مل سکے گی۔

(ب) پانی چوری کے تدارک کے لئے مندرجہ ذیل قانون موجود ہیں:

(i) دفعہ 70 کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ 1873 کے تحت سب ڈویژنل کینال آفیسر کو مجسٹریٹ درجہ دوئم کے اختیارات حاصل ہیں جو پانی چوری کرنے والوں کے خلاف استعمال ہوتے ہیں جس کے تحت سب ڈویژنل کینال آفیسر جرم کی شدت کی مناسبت سے بذریعہ سمری ٹرائل۔ /15000 روپے تک جرمانہ یا ایک سال قید یا دونوں سزائیں بیک وقت بھی دے سکتا ہے۔

(ii) دفعہ 430 تعزیرات پاکستان کے تحت پانی چوری کرنے والوں کے خلاف پرچہ پولیس درج کروایا جاتا ہے اور مزید قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(iii) دفعہ 31-32-33 کینال ایکٹ کے تحت پانی چوری کرنے والوں کے خلاف تاوان لگایا جاتا ہے جو کہ آبیانہ کا 20 گنا تک ہو سکتا ہے۔

سال13-2012 میں کل 64364 پرچہ جات بسلسلہ پانی چوری متعلقہ تھانہ جات میں بھیجے گئے جن میں سے 7501 پرچہ جات درج ہوئے۔ان کی زون وار تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	اریگیشن زون	رپورٹ کئے گئے پرچہ جات	درج کئے گئے پرچہ جات
1	بہاولپور زون	18731	1325
2	ڈی جی خان زون	7511	969
3	فیصل آباد زون	7793	1182
4	لاہور زون	14195	2089
5	ایل بی ڈی سی آئی پی	887	124
6	ملتان زون	10389	307
7	سرگودھا زون	4858	1505
	کل میزان	64364	7501

مزید تفصیل متعلقہ محکمہ پولیس اور قانون کے پاس ہے۔

(ج) پانی چوری کروانے میں عموماً محکمہ کے اہلکاران ملوث نہیں ہوتے۔اگر کوئی اہلکار انفرادی طور پر پانی چوری میں ملوث ہو تو اس کے خلاف PEEDA Act 2006 کے تحت فوری کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔مالی سال13-2012 میں 19 اہلکاران کے خلاف کارروائی کی گئی۔

(د) جب کوئی موگہ ٹوٹتا ہے تو اس کی ابتدائی انکوائری باضابطہ طور پر ہوتی ہے۔انکوائری میں جو ملزم نامزد ہوتا ہے اِس کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں پانی چوری کے حوالے سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بات پہلے بھی معزز ایوان کے اندر میں نے ہی اٹھائی تھی اور محکمہ نے کہا تھا کہ ہم اس پر کوئی راستہ نکالیں گے تو میری گزارش یہ ہے کہ آپ بھی کاشتکار ہیں۔اگر کوئی موگہ توڑتا ہے اور پانی ایک کاشتکار استعمال کرتا ہے لیکن موگے پر جتنے بھی پانی لینے والے ہوتے ہیں تو ان ساروں کے خلاف پرچہ درج ہو جاتا ہے اور سب پر تاوان لگتا ہے جو کہ ناانصافی ہے۔آخری ٹائم جب سوال کیا تھا تو محکمہ نے کہا تھا کہ ہم اس کو ٹھیک کریں گے تو میں آپ کے توسط سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس irregularity اور ناانصافی کو محکمہ کب دور کرے گا اور محکمے نے کیا عملی اقدامات سوچے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف! فرمائیں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! شکریہ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک عرصے سے یہ پریکٹس چلی آ رہی ہے کہ جس موگہ پر پانی چوری ہو تو اس کے تمام irrigators پر کارروائی کی جاتی ہے لیکن ہم نے گزشتہ تین سالوں سے ڈیپارٹمنٹ کے تمام اہلکاروں کو یہ ہدایت جاری کی ہیں کہ تمام irrigators کی بجائے specific طور پر انکوائری کر کے لوگوں پر پرچے دیئے جائیں یا جو شخص موقع پر پکڑا جائے یا جس کے کھیت کے اندر پانی لگ رہا ہو تو اس پر پرچہ دیا جائے اور تمام irrigators پر پرچہ نہ دیا جائے۔ اب یہی پریکٹس محکمے کے اندر چل رہی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اب غیر قانونی طور پر کسی پر پرچہ نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ شاہ صاحب! اب آپ اور کچھ پوچھنا چاہتے ہیں؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! انہیں موقع دے دیں۔

جناب سپیکر: چلیں! سردار صاحب! اپنا ضمنی سوال کریں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! سوال کی جز (ج) کے اندر لکھا ہوا ہے کہ پانی چوری کروانے میں عموماً محکمے کے اہلکاران ملوث نہیں ہوتے اور اگر کوئی اہلکار انفرادی طور پر پانی چوری میں ملوث ہو تو اس کے خلاف پیڈا ایکٹ کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ مالی سال 13-2012 میں 19 اہلکاران کے خلاف کارروائی کی گئی اور اسی کے جز (الف) میں جواب ہے وہ میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں کہ پانی چوری کی روک تھام کے لئے PMIU روزانہ کی بنیاد پر بغیر اطلاع دیئے موگہ جات کی مانیٹرنگ کرتا ہے۔ اس ضمن میں دسمبر 2015 تک 3289 رپورٹس بابت پانی چوری اور موگہ جات کی ٹمپرنگ محکمہ کے اہلکاران کے خلاف محکمانہ کارروائی کے لئے مجاز افسران کو بھجوائی گئی ہیں جس کی بناء پر محکمہ کے مختلف اہلکاروں کے خلاف کارروائی شروع کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف ایک طرف کہہ رہے ہیں کہ کسی کے خلاف ناجائز کارروائی نہیں ہوتی مالی سال 13-2012 میں 19 اہلکاران کے خلاف کارروائی کی گئی اور یہ صرف 19 لوگ ہیں جن کے خلاف کارروائی کی گئی ہے جبکہ دوسری طرف خود انہوں نے کہا ہے کہ

3289رپورٹیں محکمہ کے ملازمین کے خلاف کی گئی ہیں، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کون سی بات حقیقت پر مبنی ہے؟

وزیرآبپاشی(میاں یاورزمان): جناب سپیکر! جن19لوگوں کے خلاف کارروائی کی گئی تھی وہ تفصیلات سال13-2012کے متعلق تھیں، باقی ماندہ سالوں کے اندر جو رپورٹس پی ایم آئی یو نے کی ہیں ان پر محکمہ باریک بینی سے انکوائری کر رہا ہے۔انکوائری کے زمرے میں آنے والے جتنے بھی اہلکاران ہوں گے ان کے خلافdisciplinary actionکے تحت کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں صرفclarityچاہتا ہوں،اس کا مطلب یہ ہے کہ جب سے محکمہ نے زیادہefficientlyکام کرنا شروع کیا ہے، پرچے زیادہ ہونا شروع ہو گئے ہیں۔-2012 13میں صرف19پرچے ہوئے تھے،اس کے بعد سال2015تک3289پرچے درج ہوئے ہیں،اس کا مطلب یہ ہے کہ کارروائی کرنے سے چیزیں بڑھ گئی ہیں؟

وزیرآبپاشی(میاں یاورزمان): جناب سپیکر!2013سے یہ حکومت وجود میں آئی ہے، جس کے بعد مجھے یہ قلمدان سونپا گیا ہے۔ میں نے محکمہ کیefficiencyبڑھانے کی کوشش کی ہے اور محکمہ کو بھی ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ پانی چوری کی روک تھام کے لئے زیادہ سے زیادہ کوشش کرے۔یہ اسی کا شاخسانہ ہے کہ اس کے بعد زیادہ لوگوں کو گرفت میں لایا گیا ہے،ان کے خلاف کارروائی بھی کی جارہی ہے کیونکہ اس سے پہلے اتنی توجہ نہیں دی جاتی تھی۔ شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز(ب)کے حوالے سے ہے، میں نے یہ سوال کیا تھا کہ پنجاب میں پانی چوری کے لئے قانون میں کون کون سی سزائیں مقرر ہیں، مالی سال13-2012 میں پنجاب میں پانی چوری کے کتنے مقدمات کون کون سے سرکل میں قانون کی کس کس دفعات کے تحت درج ہوئے اور یہ اب کس سٹیج پر ہیں نیز مذکورہ عرصہ کے کتنے کیسز میں عدالت سے باقاعدہ سزائیں ہوئی اور کیا کیا سزا دی گئی؟

جناب سپیکر! جواب کے اندر تو انہوں نے زون وار یہ لکھ دیا ہے کہ13-2012میں اتنے مقدمات درج ہوئے ہیں لیکن جو اگلا معاملہ ہے وہ جواب میں بالکل گول ہو گیا ہے،اس میں انہوں نے

کوئی ذکر نہیں کیا کہ مقدمات کس کس دفعات کے تحت درج ہوئے اور ان میں کتنی سزائیں ہوئیں اور کیا کیا سزا دی گئی؟ جواب کے اندر موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! محکمہ نے ہر زون کے مطابق معلومات فراہم کر دی ہیں اور اس کے اندر زون وار یہ بھی درج ہے کہ محکمہ نے کتنے لوگوں کے خلاف درخواستیں دیں اور کتنے لوگوں پر پرچہ جات ہوئے، جب پولیس کے پاس کیس چلا جاتا ہے تو کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ کے تحت ایک ہی دفعہ 430 کے تحت مقدمات درج ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی ایسی دفعہ نہیں ہے جس کے تحت مقدمات درج کئے جائیں۔ جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ مقدمات کی اگلی سٹیج پر کیا ہوا ہے تو اس کی معلومات پولیس کے پاس ہوتی ہیں محکمہ آبپاشی کے پاس نہیں ہوتیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ نے خود وزیر موصوف کا جواب سماعت فرمالیا ہے یعنی یہ مضحکہ خیز بات ہے کہ پرچہ یہ درج کروائیں اور ہم پولیس والوں سے پوچھیں کہ کیس کا کیا بنا ہے، ہم نے تو انہی سے پوچھنا ہے اس لئے میری آپ سے التماس یہ ہے کہ یہ جواب نامکمل ہے اس لئے اسے آپ pending فرمادیں۔ میں اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتا لہٰذا آئندہ یہ اس سوال کا پورا جواب محکمہ سے لے کر ایوان کے اندر پیش کریں کہ کیا سزائیں ہوئی ہیں اور کتنی سزائیں ہوئی ہیں؟ میں نے تو اس حوالے سے clear question کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! سوال مفصّل ہے، بات یہ ہے کہ محکمہ آبپاشی بھی سرکار کا محکمہ ہے اور محکمہ پولیس بھی سرکاری محکمہ ہے لیکن ہر ایک کا اپنا اپنا کام ہے۔ ہم نے کیسز رجسٹرڈ کروا دیئے ہیں جو کیسز رجسٹرڈ نہیں ہوئے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ نہیں ایسا نہیں ہے۔ وہ جو بات کر رہے ہیں اس کا جواب تو آپ کو دینا چاہئے۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! ہم نے جو کیسز رجسٹرڈ کروا دیئے ہیں، اس کے علاوہ جو کیسز رجسٹرڈ نہیں ہوئے اس کے لئے ہمارا عملہ پولیس کے محکمہ سے ہفتہ وار رابطہ قائم کرتا ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے سیکرٹری، چیف سیکرٹری اور آئی جی کے ساتھ میٹنگ کی ہے، میٹنگ کرنے کے بعد ان سے گزارش کی ہے کہ ہمارے کیسز رجسٹرڈ نہیں ہوتے لہذا انہیں رجسٹرڈ کیا جائے اور ان کے چالان عدالتوں کے اندر بھیجے جائیں۔ اس کی رپورٹ ہمیں ابھی تک موصول نہیں ہوئی جوں ہی رپورٹ موصول ہو جائے گی، انشاء اللہ تعالیٰ ہم ان کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے جو ساری بات کی ہے یہ درست نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میرے specific سوال سے اس کا کوئی تعلق نہیں اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس سوال کو pending فرما دیں تاکہ آئندہ یہ پوری detail لے کر آئیں کہ سزائیں کیا ہوئیں کیا نہیں ہوئیں کیونکہ یہ 13-2012 کا معاملہ ہے؟

جناب سپیکر: وزیر صاحب! معزز ممبر نے جو متعلقہ سوال پوچھا ہے اس کا جواب دیں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! سزا دینا عدالت کا کام ہے اور عدالت کے اندر اگر cases pending پڑے ہیں تو اس کے اندر محکمہ آبپاشی کا گناہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: محکمہ لکھ دے کہ اتنے کیسز pending ہیں، اتنے کیسز کا فیصلہ ہو گیا ہے۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! ہم نے تو آپ کو بتا دیا ہے کہ تمام کیسز عدالتوں کے اندر pending ہیں کسی کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری تو یہی التماس ہے کہ آپ اس سوال کو pending فرما دیں تاکہ محکمہ پوری تفصیل کے ساتھ اس سوال کا جواب دے سکے۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! معزز ممبر نیا سوال لے آئیں اس سوال پر تو اب میرے خیال میں کافی بحث ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: ان کے سوال کا جواب نہیں مل رہا تو میں اب کیا کروں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا ہوں کہ یہ تمام کیسز عدالتوں کے اندر pending ہیں اور ان پر ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ اب یہ عدالتی نظام ہے اس میں، میں تو مداخلت نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ آپ ان پر pressure ڈالیں کہ فیصلہ سنائیں، بات یہ ہے کہ آپ کے محکمہ نے تفصیلی جواب نہیں دیا۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! میں یہاں پر ضمنی سوال کے اندر آپ سے گزارش کر رہا ہوں کہ یہ تمام کیسز عدالتوں میں pending ہیں، ابھی ان پر فیصلہ نہیں ہوا، جوں ہی کوئی فیصلہ آئے گا تو میں ایوان کو apprise کر دوں گا۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ میری گزارش سنیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! تشریف رکھیں، وہ کہہ رہے ہیں کہ تمام کے تمام کیسز pending ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری اس میں گزارش یہ ہے کہ میں نے اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں کیا، میں نے جو اصل سوال ہے اس کا جواب مانگا ہے جو کہ نہیں آیا۔ میرے سوال کا جواب پوری تفصیل کے ساتھ آنا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: پلیز!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری آپ سے التماس یہ ہے کہ آپ اس سوال کو pending فرما دیں تاکہ اس کا پورا جواب آئے، یہ طریق کار نہیں ہے کہ آدھا جواب دے کر، اب زبانی کلامی مطمئن کر رہے ہیں، میں اپنے سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: بعد میں اس پر آپ نے جو کچھ کرنا ہے وہ کریں۔ بقول ان کے، انہوں نے تو کہہ دیا ہے کہ تمام کے تمام کیسز pending ہیں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! اگر لکھا ہوا نہیں ہے تو میں نے زبانی اس کا جواب دے دیا ہے۔ اگر تو میں اس کا جواب نہ دیتا پھر تو بات تھی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر:آپ اپنا ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!آپ انہیں bailout کرنا چاہیں توآپ کی مرضی ہے لیکن میرا یہ حق بنتا ہے کہ مجھے میرے سوال کی پوری انفارمیشن دی جائے، جو کہ نہیں دی جارہی اور اس لئے میں نے اپنے حق کے حوالے سے آپ کی خدمت میں درخواست کی ہے کہ آپ اس سوال کو pending فرمائیں تاکہ یہ جواب مکمل کرکے آئیں۔

جناب محمد انیس قریشی:جناب سپیکر!میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:پہلے سوال کا تو جواب آنے دیں۔

وزیر آبپاشی(میاں یاور زمان):جناب سپیکر!اس کے علاوہ بھی انہیں کوئی انفارمیشن چاہئے تو یہ میرے ساتھ مل لیں میں انہیں اس کی بھی انفارمیشن دے دوں گا لیکن یہاں پر انہوں نے جو سوال کیا ہے اس کی انفارمیشن میں نے ایوان کے سامنے رکھ دی ہے۔اس کے علاوہ اگر ان کا کوئی مسئلہ ہے تو یہ مجھ سے مل لیں، میں ان کا مسئلہ حل کردوں گا۔ شکریہ

جناب سپیکر:مسئلہ ان کا نہیں ہے بلکہ یہ ایوان کی بات ہے، بات ہم ایوان میں کر رہے ہیں، میرے بھائی میری بات سنیں!جو آپ نے بات کی ہے کہ تمام کے تمام کیسز pending ہیں۔

وزیر آبپاشی(میاں یاور زمان):جناب سپیکر!pending ہیں۔

جناب سپیکر:شاہ صاحب!بقول وزیر صاحب کے تمام کے تمام کیسز pending ہیں،ان پر کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں معافی چاہتا ہوں یہ بات کہتے ہوئے کہ میرا سوال clear ہے اس لئے اس کا جواب بھی clear آنا چاہئے۔

جناب سپیکر:وزیر موصوف خود کہہ رہے ہیں کہ تمام cases pending ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں چاہتا ہوں کہ میرے سوال کا جواب لکھا ہوا ملنا چاہئے، میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر:اگر لکھا ہوا نہیں بھی ہے اب تو انہوں نے خود ہی کہہ دیا ہے کہ تمام کے تمام کیسز pending ہیں،اگر آپ کے پاس اس سلسلے میں کوئی ثبوت ہے تو پھر آپ لائیں،اس پر پھر بات کرتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!آپ صرف یہ بتادیں کہ یہ طریق کار ٹھیک ہے یا نہیں ؟

جناب سپیکر:انہوں نے کہہ دیا ہے کہ میں نے زبانی بتادیا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!آئندہ سے اب جو بھی جواب آئے گا، منسٹر اگر کہہ دے گا کہ یہ بات ہے تو ان کی یہ بات قبول کرلی جائے گی۔

جناب سپیکر:ان کی بات کو ماننا پڑے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر:ہم ان کی بات کو own کرتے ہیں۔اگر آپ کے پاس کوئی اور ثبوت ہے تو بات کریں اور میں ان سے پوچھوں گا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:نہیں۔کوئی ضمنی سوال نہیں ہوگا۔تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!اگر میں یہ ثبوت یہاں پر لے آیا کہ منسٹر صاحب نے abruptly بات کی ہے تو اس کے نتیجے کے اندر۔۔۔

جناب سپیکر:شاہ صاحب!آپ کو منسٹر صاحب کی بات کو بھی غور سے سننا چاہئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں نے بہت غور سے سنا ہے۔

جناب سپیکر:ڈاکٹر صاحب!آپ میری بات سنیں۔وہ ایک ذمہ دار منسٹر ہوتے ہوئے آپ سے کہہ رہے ہیں کہ کیسز pending ہیں۔اگر آپ کے پاس اس کا کوئی ثبوت ہے تو بتائیں پھر میں اس کا notice لیتا ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں آپ کی بات تسلیم کرلیتا ہوں۔

جناب سپیکر:بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! لیکن آئندہ اسمبلی کے اندر یہ طریق کار قبول رہے گا کہ جواب مکمل نہ ہو اور منسٹر اٹھ کر جواب دے دے، کیا یہ طریق کار آئندہ قبول ہوگا؟

جناب سپیکر: انہوں نے اس بارے میں آپ کو particular بات بتادی ہے کہ یہ کیسز pending ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! کیا یہ طریق کار ٹھیک ہے؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی فیصلہ ہوا ہی نہیں تو پھر کیا بتاؤں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پھر جواب میں کیوں نہیں لکھا۔

جناب سپیکر: آپ یقین کیوں نہیں کر سکتے؟ ان کا لکھنا یا کہہ دینا کافی ہے اور آپ کو بات مان لینی چاہیے۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ کی مرضی ہے کہ آپ انہیں bailout کر رہے ہیں ورنہ یہ طریق کار نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں خرم جہانگیر وٹو صاحب کا ہے اس سوال کو pending کر دیا جائے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! on his behalf سوال نمبر 3201 ہے۔

جناب سپیکر: No on his behalf اس سوال کا جواب موصول نہیں ہوا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں اس میں یہی استدعا کرنے لگا ہوں کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! انہوں نے اسمبلی کو مذاق بنایا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: Mover ہے اور نہ ہی جواب ہے۔ دونوں نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اتنے عرصے سے سوال کا جواب نہیں آیا۔ انہوں نے اسمبلی کو مذاق بنایا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جنہوں نے مذاق بنایا ہے ان کو سوچنا چاہیے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر آپ نے ان کو direction دی ہوتی تو جواب مل گیا ہوتا۔

جناب سپیکر: میں نے ان کو پہلے direction دی ہوئی ہے۔ جب اگلے ایجنڈے پر یہ محکمہ آئے گا اور اگر محکمہ ٹرانسپوٹ نے اس کا جواب نہ دیا تو اس کے خلاف action لیا جائے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اڑھائی سالوں سے تو جواب نہیں آیا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ ماس ٹرانزٹ کے بارے میں سوال ہے اور پورے ملک میں اس کی گونج ہے اور آپ دو سال سے اس کا جواب نہیں دے رہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اورنج ٹرین ان کی چھیڑ ہے۔

جناب سپیکر: اس سوال کو pending کرتے ہیں۔ اگر اس وقت تک اس کا جواب نہیں آئے گا تو۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کیوں pending کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: میں بول چکا ہوں۔ مہربانی کریں اور اب آپ آگے چلیں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتادیں کہ جواب کیوں نہیں آیا؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کیا یہ آپ لوگوں کی چھیڑ ہے؟

جناب سپیکر: مجھے اس کے ساتھ شامل نہ کیا کریں۔ آپ کی مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے تو کبھی آپ کے ساتھ ایسی بات نہیں کی۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! اس سوال کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، have your seat پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی بات سنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! جواب نہیں آیا لہٰذا اس سوال کو pending کر دیا جائے۔ انشاء اللہ میں آنے والے اجلاس میں اس کا جواب پیش کر دوں گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ ان کی side لیتے ہیں۔ آپ ان سے پوچھیں کہ جواب کیوں نہیں آیا؟ آپ محکمے سے پوچھیں۔

جناب سپیکر: اس کے متعلق آرڈر ہیں کہ جس محکمے کے بھی سوالات ہوں گے انہیں تین مہینے کے اندر اندر جواب دینا ہوگا۔ ہم اس کا action لیں گے اور جنھوں نے جواب نہیں دیا انہیں ادھر بلائیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کب بلائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! جنہوں نے اس سوال کا جواب نہیں دیا انشاء اللہ ان کو یہاں بلائیں گے۔

جناب سپیکر: میں خود بلاؤں گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اتنے سوال لکھ کر دیتا ہوں لیکن میرے کسی سوال کا جواب نہیں آتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! اگر اگلے اجلاس میں جواب نہ آیا تو انشاء اللہ ان کو بلائیں گے اور ان کے خلاف کارروائی بھی ہوگی۔

جناب سپیکر: قانونی کارروائی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں جتنے سوال جمع کراتا ہوں کسی ایک کا بھی جواب نہیں آتا۔ پہلے تو آپ کے چیمبر میں reject کر دیئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے چیمبر میں reject نہیں کئے جاتے۔ اگلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 6282 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: جھنگ برانچ نہر کی لائننگ سے متعلقہ تفصیلات

*6282: **جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جھنگ برانچ کا وہ حصہ جو ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مائینرز اور راجباہوں کو پانی فراہم کرتا ہے، اس کی لائننگ کی جا رہی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو اس منصوبہ کی کل لاگت کتنی ہے، اس کی فنڈنگ کہاں سے ہو رہی ہے؟

(ج) مذکورہ بالا نہر کی لائننگ کا منصوبہ کب تک مکمل ہو گا کیا اس منصوبہ کی تکمیل کے بعد ٹوبہ ٹیک سنگھ کو اس کے حصے کا منظور شدہ پانی ملنا شروع ہو جائے گا؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) نہیں یہ بات درست نہ ہے۔ جھنگ برانچ کا وہ حصہ جو ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مائینز اور راجباہوں کو پانی فراہم کرتا ہے اس کی lining نہیں بلکہ rehabilitation ہو رہی تھی۔

(ب) اس منصوبے کے تحت جھنگ برانچ کی برجی نمبر 61+000 سے 189+300 تک rehabilitation ہو رہی تھی اس کام کی لاگت 687.721 ملین ہے جس کی فنڈنگ پنجاب اریگیشن سسٹم امپرومنٹ پراجیکٹ (PISIP) کے ذریعے ہو رہی تھی۔

(ج) جھنگ برانچ کی rehabilitation کا منصوبہ 31.12.2015 تک مکمل ہو چکا ہے اور نہروں کی سالانہ بندی کے بعد ٹوبہ ٹیک سنگھ کو اُس کے حصے کا منظور شُدہ پانی ملے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز (ج) میں سوال تھا کہ مذکورہ بالا نہر کی لائننگ کا منصوبہ کب تک مکمل ہو گا، کیا اس منصوبہ کی تکمیل کے بعد ٹوبہ ٹیک سنگھ کو اس کے حصے کا منظور شدہ پانی ملنا شروع ہو جائے گا؟ اس میں محکمے نے commitment دی ہے کہ سالانہ بندی کے بعد یہ پانی ملنا شروع ہو جائے گا تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کا منظور شدہ پانی کتنے کیوسک ہے اور 30۔ جون 2015 تک کتنے کیوسک پانی ملتا رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! لوئر جھنگ برانچ کا design discharge 1517 کیوسک ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے سوال یہ پوچھا ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لئے منظور شدہ پانی کتنا ہے اور 30۔ جون 2015 تک کتنا ملتا رہا ہے؟

جناب سپیکر: please no cross talk. آپ کی بڑی مہربانی۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! rehabilitation سے پہلے اس برانچ کے اندر 1300 کیوسک پانی چلتا رہا ہے لیکن اس کا design discharge 1517 کیوسک ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ rehabilitation کے بعد 1517 کیوسک پانی دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ order in the House. جی، 1517 کیوسک؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! اس سے پہلے اس نہر میں 1300 کیوسک پانی چل رہا تھا یعنی اس سے زیادہ پانی intake نہیں کر رہی تھی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ جو 70 سال تک 225 کیوسک کم پانی ملتا رہا ہے اور ایک ایک بوند پر لوگ قتل کر دیتے ہیں۔ ان کے مطابق 225 کیوسک پانی کم ملا ہے جس پر میں بعد میں آتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ میرا ضمنی سوال ہے کہ جو 225 کیوسک پانی 70 سال سے نہیں ملتا رہا اس کا ذمہ دار کون ہے اور جن کا نقصان ہوا ہے محکمہ ان کا کیا ازالہ کرے گا؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ سے یہ مائیک چلتا کیوں نہیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! پتا نہیں پیچھے سے کچھ بند ہے۔ آپ کے علم میں ہے کہ پنجاب کا اریگیشن سسٹم ایک صدی سے پرانا ہے یہ اربن سسٹم ہے اور with the passage of time یہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوا ہے اور گزشتہ کچھ سالوں سے یہ design discharge capacity کے اندر پانی نہیں لے رہا تھا جس کی وجہ سے محکمہ آبپاشی نے اس کی rehabilitation کا ایک منصوبہ بنایا اور اس منصوبے کے تحت اس کو اس کے design discharge پر لے آئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے انہیں appreciate کرنا چاہئے نہ کہ تنقید۔

جناب سپیکر: ان کو کچھ ملے گا تو appreciate کریں گے۔ وہ ایسے کیسے کریں گے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! میں نے کہا ہے کہ انشاء اللہ انہیں اس سال سے 1517 کیوسک پانی design discharge کے مطابق ملے گا۔

جناب سپیکر: اس سال سے مراد کیا ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جی۔

جناب سپیکر: اس سال سے مراد کب تک ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! date دی ہوئی ہے اب انشاء اللہ بندی کے بعد پورا پانی چلے گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لئے منظور شدہ پانی کتنا ہے اب یہ بات on the floor of the House note کر لی جائے کہ منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ 1517 کیوسک پانی ہے جبکہ میری انفارمیشن اس سے مختلف ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے نہر کا ذکر کیا ہے۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! میں نے سوال سے متعلقہ لوئر جھنگ کینال کا تذکرہ کیا ہے، میں نے پورے ٹوبہ ٹیک سنگھ کا ذکر نہیں کیا۔ اگر یہ پورے ٹوبہ ٹیک سنگھ کا سوال کرنا چاہتے ہیں تو یہ نیا سوال لے آئیں اس کا جواب دے دیا جائے گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی بات کر رہا ہوں۔ میں نے تو کہیں اس حصے کی بات نہیں کی بلکہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لئے جو منظور شدہ پانی ہے میں نے تو وہ پوچھا ہے۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! سوال جھنگ برانچ سے متعلق کیا گیا ہے جو کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ سے گزرتی ہے اور اس کا جواب ہم نے دے دیا ہے اگر یہ پورے ٹوبہ ٹیک سنگھ کے متعلق پوچھنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے fresh question کر دیں ہم جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر: معزز ممبر نے پوچھا ہے کہ کیا اس منصوبے کی تکمیل کے بعد ٹوبہ ٹیک سنگھ کو اس کے حصے کا منظور شدہ پانی ملنا شروع ہو جائے گا؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! معزز ممبر نے اپنے سوال میں ٹوبہ ٹیک سنگھ سے گزرنے والی نہر جھنگ برانچ سے متعلق سوال کیا تھا اور ہم نے اس کا جواب دے دیا ہے۔ اگر یہ پورے ٹوبہ ٹیک سنگھ کے متعلق پوچھنا چاہتے ہیں تو پھر fresh question دے دیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے یقین دہانی کرا دی ہے۔ نہر میں پانی دوبارہ آنے والا ہے تو جھنگ برانچ نہر ٹوبہ ٹیک سنگھ کو جتنا پانی ملے گا میں اگلے اجلاس میں اس بارے میں یہاں ضرور گوش گزار کروں گا۔ میں منسٹر صاحب کی یقین دہانی پر اعتبار کرنا چاہتا ہوں۔ محکمہ نے میرے سوال کے مطابق جواب نہیں دیا لیکن میں اس کو مان لیتا ہوں اور میں اپنی انفارمیشن کو دوبارہ clarify کر لیتا ہوں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! معزز ممبر نے اپنے سوال کے جز (الف) میں پوچھا ہے کیا یہ درست ہے کہ جھنگ برانچ کا وہ حصہ جو ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مائنیز ز اور راجباہوں کو پانی فراہم کرتا

ہےاس کی لائننگ کی جارہی ہے؟ہم نےاس کے جواب میں کہا ہے کہ اس کی lining نہیں کی جارہی بلکہ rehabilitation کی جارہی ہے۔ انہوں نے اپنے سوال کے جز(ب)میں پوچھا ہے کہ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس منصوبہ کی کل لاگت کتنی ہے؟اس کے جواب میں ہم نے اس منصوبہ کی لاگت دے دی ہے۔اس کے بعد جز(ج)میں انہوں نے پوچھا ہے کہ مذکورہ بالا نہر کی lining کا منصوبہ کب تک مکمل ہوگا،کیااس منصوبہ کی تکمیل کے بعد ٹوبہ ٹیک سنگھ کواس کے حصے کا منظور شدہ پانی ملنا شروع ہو جائے گا؟تو میں نے انہیں گزارش کی ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جو جھنگ برانچ ہے،جس کا انہوں نے تذکرہ کیا تھا اس کا انہیں پورا پانی مل جائے گا۔اگر معزز ممبر پورے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی بابت پوچھنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے fresh question دے دیں۔

جناب سپیکر: جی،وہ fresh question بنے گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!میں جھنگ برانچ نہر ٹوبہ ٹیک سنگھ پر ہی specific ہو رہا ہوں اور باقی چھوڑ دیتا ہوں۔میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا جھنگ برانچ نہر ٹوبہ ٹیک سنگھ کا منظور شدہ پانی ہمیں مکمل مل جائے گا؟بس اسی بات کو clear کر دیں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر!میں on the floor of the House معزز ممبر کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ اس سال جھنگ برانچ نہر ٹوبہ ٹیک سنگھ کو 1517 کیوسک design discharge کے مطابق پانی مہیا ہوگا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!جھنگ برانچ نہر ٹوبہ ٹیک سنگھ کا جتنا منظور شدہ پانی ہے کیا وہ ہمیں ملے گا؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر!جی،بالکل design discharge کے مطابق یعنی منظورہ شدہ پانی ملے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال الحاج محمد الیاس چنیوٹی کا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! on his behalf

جناب سپیکر: جی،سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 5470 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے الحاج محمد الیاس چنیوٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ بھر میں ہائی ایس ویگن سے متعلقہ تفصیلات

*5470: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹیوٹا ہائی ایس ویگن میں سواریوں کے لئے منظور شدہ سیٹیں کتنی ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گاڑی مالکان ناجائز کرایہ حاصل کرنے کے لئے سیٹیں تنگ کر کے اضافی پھٹے لگا دیتے ہیں جہاں مردوں، عورتوں کو بلا تمیز ٹانگیں پھنسا کر بیٹھنے پر مجبور کیا جاتا ہے؟

(ج) کیا حکومت ہائی ایس ٹیوٹا میں ناجائز سیٹیں اور پھٹے نکلوانے اور گیس سلنڈر ہٹوانے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان):

(الف) ٹیوٹا ہائی ایس ویگن میں سواریوں کے لئے منظور شدہ سیٹوں کی تعداد ڈرائیور سمیت پندرہ ہوتی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ گاڑی مالکان ناجائز فائدہ حاصل کرنے کے لئے سیٹیں تنگ کر کے اضافی پھٹے لگا لیتے ہیں جو نہ صرف مسافر حضرات کے لئے تکلیف کا باعث بنتے ہیں بلکہ بعض اوقات حادثات کا سبب بھی بنتے ہیں۔ ٹرانسپورٹر حضرات ناجائز منافع کمانے کے لئے ایسی حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں جو موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 اور موٹر وہیکلز رولز کے تحت خلاف قانون ہے اور اس کے خلاف باقاعدہ قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ اپنے ذیلی دفاتر کو ہدایات بھی جاری کرتا رہتا ہے اور گاڑیوں کے خلاف قانونی کارروائی بھی عمل میں لائی جاتی ہے۔ اس معاملے کا تعلق enforcement سے ہے جبکہ ضلع میں ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کا ٹریفک سٹاف نہایت ہی محدود ہے اوسطاً ہر ضلع میں 3 سے 4 تک کا سٹاف ہوتا ہے اور اسی سٹاف کی کمی کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے ٹرانسپورٹر اس قسم کی ناجائز حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں۔ تاہم جہاں کہیں چیکنگ کے دوران violation پائی جاتی

ہے اُس کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔اضافی سیٹیں / پھٹے کے خلاف ٹریفک پولیس اور نیشنل ہائی وے اتھارٹی بھی قانونی کارروائی کرنے کی مجاز ہیں۔

(ج) جہاں تک گیس سلنڈر کا تعلق ہے اس سلسلہ میں ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ نے رولز ڈرافٹ کر لئے ہیں اور ایک steering کمیٹی قائم کی گئی ہے یہ رولز steering کمیٹی کو پیش کئے جائیں گے اور کمیٹی سے منظوری کے بعد مجاز اتھارٹی کو برائے منظوری بھجوائے جائیں گے ان رولز کے تحت سی این جی کے تحت چلنے والی گاڑیوں کو regulate کیا جا سکے گا اور خلاف ورزی پر سخت سزا دی جا سکے گی جس سے مسافروں کے جان و مال کی حفاظت میں مدد ملے گی۔

ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب نے ان تمام بے قاعدگیوں کو روکنے کے لئے خصوصی سکواڈ بھی بنا دیئے ہیں جو روزانہ کی بنیاد پر defaulters کے خلاف قانونی کارروائی کرتے ہیں مزید یہ کہ اوور لوڈنگ اور زائد سیٹیں / پھٹے لگانے والی گاڑیوں اور OGRA سے غیر منظور شدہ گیس سلنڈروں والی وہیکلز کے خلاف کارروائی عمل میں لاتے ہوئے sub-standard سلنڈروں کو ضبط کر کے گاڑیوں کے مالکان کے خلاف تعزیرات پاکستان کے تحت مقدمات بھی درج کروائے جاتے ہیں۔اس مد میں اب تک کی گئی کارروائی درج ذیل ہے۔

چالان کی گئی گاڑیوں کی تعداد	----	308,622
غیر معیاری اور غلط تنصیب شدہ گیس سلنڈر ضبط کئے گئے	-----	23,665
فٹنس suspend کی گئی	-----	8,014
روٹ پرمٹس suspend کئے گئے	-----	2,961
قوانین کی خلاف ورزی پر گاڑیاں بند کی گئیں	-----	87,581
گاڑی مالکان کو کیا گیا جرمانہ	-----	152,190,770/ روپے

محکمہ ٹرانسپورٹ اور حکومت پنجاب اسی طرز پر آئندہ کے لئے بھی کارروائی جاری رکھنے کا پورا ارادہ رکھتی ہے اور عوام الناس کی بھلائی کے لئے ہر ممکن کوششیں جاری رکھی جائیں گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال کے جز (ب) میں پوچھا گیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ گاڑی مالکان ناجائز کرایہ حاصل کرنے کے لئے سیٹیں تنگ کر کے اضافی پھٹے لگا دیتے ہیں جہاں

مردوں اور عورتوں کو بلا تمیز ٹانگیں پھنسا کر بیٹھنے پر مجبور کیا جاتا ہے ؟اس کے جواب میں تسلیم کیا گیا ہے اور یہاں لکھا ہوا ہے کہ "یہ درست ہے کہ گاڑی مالکان ناجائز فائدہ حاصل کرنے کے لئے سیٹیں تنگ کر کے اضافی پھٹے لگا لیتے ہیں جو نہ صرف مسافر حضرات کے لئے تکلیف کا باعث بنتے ہیں بلکہ بعض اوقات حادثات کا سبب بھی بنتے ہیں۔ ٹرانسپورٹر حضرات ناجائز منافع کمانے کے لئے ایسی حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں اس کے خلاف باقاعدہ قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ اپنے ذیلی دفاتر کو ہدایات بھی جاری کرتا رہتا ہے اور گاڑیوں کے خلاف قانونی کارروائی بھی عمل میں لائی جاتی ہے۔ اس معاملے کا تعلق enforcement سے ہے جبکہ ضلع میں ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کا ٹریفک سٹاف نہایت ہی محدود ہے اوسطاً ہر ضلع میں تین سے چار تک کا سٹاف ہوتا ہے"۔

جناب سپیکر! محکمہ خود تسلیم کر رہا ہے کہ سیٹیں تنگ کر کے اضافی پھٹے لگائے جاتے اور مسافر بھی تنگ ہوتے ہیں تو پھر محکمہ نے اب تک اس پر کیا کارروائی کی ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! جو violation کرتے ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔ میں اس کی تفصیل عرض کر دیتا ہوں کہ 26۔ مئی 2013 سے لے کر 25۔اگست 2015 تک -/152,190,770 روپے جرمانہ کیا گیا اور اس کی تفصیل بھی موجود ہے کہ کس کس مد میں یہ جرمانہ کیا گیا ہے۔ جو گاڑی violation کرتی ہے اس کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے، پھٹے لگانے یا سواریاں زیادہ بٹھانے کی چیکنگ کے لئے سکواڈ بنے ہوئے ہیں جو کہ روزانہ کی بنیاد پر چیک کرتے ہیں اور روزانہ کی بنیاد پر محکمہ ٹرانسپورٹ کو اس بابت مطلع بھی کیا جاتا ہے۔ یہ درست ہے کہ violation ہوتی ہے لیکن اس پر کارروائی کرتے ہوئے ان کو جرمانہ کیا جاتا ہے۔ ٹرانسپورٹر حضرات ناجائز منافع کمانے کے لئے پھٹے لگاتے ہیں اور اوورلوڈنگ بھی کرتے ہیں لیکن ان کے خلاف موٹر وہیکلز رولز کے تحت کارروائی کی جاتی ہے۔ میرے معزز ممبر نے کہا ہے کہ ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کا ٹریفک سٹاف نہایت ہی محدود ہے اور اوسطاً ہر ضلع میں تین سے چار افراد کا سٹاف ہوتا ہے۔ میں عرض کروں گا کہ ان کے ساتھ دوسرے محکمہ جات بھی کارروائی کرتے ہیں جن میں ٹریفک پولیس بھی شامل ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ نے جرمانے کی جو رقم بتائی ہے کیا اس میں ٹریفک پولیس کی طرف سے کئے گئے جرمانے بھی شامل ہیں اور کیا ٹریفک پولیس بھی آپ کے محکمہ کے under آتی ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! ٹریفک پولیس ہمارے محکمہ کے ماتحت نہیں ہے لیکن ہمارے سٹاف کے ساتھ مل کر وہ بھی ایسی violation کے خلاف کارروائی کرتے رہے ہیں۔ محکمہ ٹرانسپورٹ کے پاس تو صرف چار لوگ ہیں اور پورے ضلع کو چار لوگوں نے handle کرنا ہوتا ہے۔ میں پوری تفصیل ملک محمد ارشد صاحب کو دے دیتا ہوں۔ وہ دیکھ سکتے ہیں کہ violation کی وجہ سے مختلف مدوں میں چالان اور جرمانے کئے گئے ہیں۔ اس تفصیل میں جرمانے کی کل رقم بھی لکھی ہوئی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں بھی اس پر ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! نہیں۔ آپ کے دو سوالات مکمل ہو گئے ہیں تو اب آپ ضمنی سوال نہیں پوچھ سکتے۔ جنہوں نے سوال کیا ہے ان کو ضمنی سوال پوچھنے دیں۔ جی، ملک صاحب!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! چونکہ آپ کا تعلق rural area سے ہے اور میرا بھی rural area سے تعلق ہے۔ میں نے جرمانے کی رقم کی بابت نہیں پوچھا۔ اس سوال کے جواب میں محکمہ خود تسلیم کر رہا ہے کہ گاڑی مالکان ناجائز فائدہ حاصل کرنے کے لئے سیٹیں تنگ کر کے پھٹے لگا لیتے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے تین سال میں ہونے والے جرمانے کی رقم بتائی ہے جس کے مطابق -/152,190,770 روپے گاڑی مالکان کو جرمانے کئے گئے ہیں۔ یہ جرمانے کی رقم چالان کی گئی گاڑیوں کی ہے جو کہ ٹریفک پولیس کرتی ہے اور یہ اسے اپنے کھاتے میں ڈال رہے ہیں۔ پورے پنجاب میں 23655 غیر معیاری اور غلط تنصیب شدہ گیس سلنڈر ضبط کئے گئے ہیں۔ ایک ضلع میں 23 ہزار سے زیادہ گاڑیاں چلتی ہیں۔ اسی طرح پورے تین سالوں میں 8014 گاڑیوں کی فٹنس suspend کی گئی ہے، 2961 روٹ پرمٹس suspend کئے گئے ہیں اور پورے پنجاب میں قوانین کی خلاف ورزی پر 87581 گاڑیاں بند کی گئی ہیں۔ یہ گاڑیاں ٹریفک پولیس نے بند کی ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ گاڑی مالکان ناجائز کرایہ حاصل کرنے کے لئے اضافی پھٹے لگاتے ہیں اور محکمہ نے اس کو تسلیم کیا ہے تو اس پر محکمہ نے اب تک کیا کارروائی کی ہے؟ محکمہ کے پاس صرف تین یا چار ملازم ہیں اور وہ چیکنگ نہیں کرتے بلکہ صرف دفتروں میں بیٹھتے ہیں۔ لوگ آ کر ان سے مہریں لگواتے ہیں اور انہیں فیس pay کرتے ہیں۔ انہیں تو علم ہی نہیں ہوتا کہ باہر عوام کے ساتھ کیا ظلم ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: ملک صاحب! اس میں آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال کے جز (ج) میں پوچھا گیا ہے کہ کیا حکومت ہائی ایس ٹیوٹا میں ناجائز سیٹیں اور پھٹے نکلوانے اور گیس سلنڈر ہٹوانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ آپ اس کا پورا جواب پڑھ لیں۔ اس میں سوال کا جواب تو نہیں دیا گیا۔ دیہی علاقوں سے تعلق رکھنے والے خواتین اور مرد اس عمل سے تنگ ہو رہے ہیں۔ دن بدن یہ ناجائز منافع خوری بڑھ رہی ہے۔ مسافر تنگ ہو رہے ہیں تو اس کے بارے میں بتائیں کہ یہ کب تک اس پر عمل کر لیں گے؟ انہوں نے چھ مہینے پہلے بھی on the floor of the House کہا تھا کہ ہم اس پر عملدرآمد کر دیں گے تو یہ کوئی specific time دے دیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ squad بنائے جا رہے ہیں تو یہ تعداد ہی بتا دیں کہ پورے پنجاب میں کتنے squad بنائے ہیں اور اُن کی efficiency کیا ہے؟

جناب سپیکر: آپ اس کا سوال دیں گے تو پھر میں ان سے جواب لوں گا۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! سب سے پہلے میں وضاحت کر دوں کہ یہ جو جرمانہ ہوا ہے یہ صرف ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کا ہے اس میں ٹریفک پولیس شامل نہیں ہے۔ روزانہ کی بنیاد پر checking ہوتی ہے جہاں violation ہوتی ہے وہاں پر گاڑیوں کو بند بھی کیا جاتا ہے، چالان بھی کئے جاتے ہیں اور میرے معزز ممبر نے اس جواب میں جو جرمانہ پڑھا ہے وہ تمام ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کا جرمانہ ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ میں نے تو پیسوں والی بات ہی نہیں کی تھی۔ انہوں نے اپنے جواب میں خود National Highway Authority اور OGRA کا ذکر کیا ہے تو یہ دیکھ لیں کہ OGRA ان کے ماتحت ہے؟ انہوں نے لکھا ہے کہ OGRA کارروائی کرے گا وہ وفاق کا محکمہ ہے اُس کے پاس تو پہلے ہی ٹائم نہیں ہے کیونکہ اُس محکمہ نے تو پورے پاکستان کو کنٹرول کرنا ہوتا ہے تو محترم پارلیمانی سیکرٹری بتا دیں کہ یہ کب تک اس پر عملدرآمد کریں گے؟

جناب سپیکر: وہ عملدرآمد کر رہے ہیں اور انہوں نے آپ کو fine کے بارے میں بھی بتا دیا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! fine سے ہمارا مطلب ہی نہیں ہے۔ یہ گیس سلنڈر اور سیٹیں کب تک ہٹوا دیں گے؟ یہ ایک specific time دے دیں اور پورے پنجاب میں 37 اضلاع ہیں تو کسی ایک ضلع کو ماڈل بنا دیں۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! آپ مہربانی کریں آپ کسی کا سوال لے کر بیٹھ گئے ہیں آپ ایک گھنٹہ اسی سوال پر ضائع کرنا چاہتے ہیں؟ جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! ملک صاحب بار بار کہہ رہے ہیں کہ میں نے پیسے کی بات نہیں کی لیکن خود انہوں نے جو پڑھ کر سنایا ہے وہ fine کی بات کر رہے ہیں جبکہ یہ گاڑیوں کی تعداد ہے۔ جہاں سے وائر لیس ہوتی ہے وہاں روزانہ کی بنیاد پر کارروائی ہوتی ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ کب تک عملدرآمد کریں گے؟

جناب سپیکر: نہیں، کب تک کا کیا مطلب ہے؟ یہ کام تو چلتا رہے گا اور وہ fine کرتے رہیں گے آپ کیا بات کر رہے ہیں؟

(اذانِ عصر)

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ٹرانسپورٹ کے بارے میں جتنے بھی جوابات آئے ہیں اس میں state اپنے آپ کو بے بس سمجھتی ہے Motor Vehicle Act 1965 اور Rules 1965 میں جو ہے میں دونوں چیزیں پڑھ دیتا ہوں تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ ادارہ کیا کر رہا ہے اور اس ادارے کی ضرورت کیا ہے؟ ایک طرف تو یہ کہہ رہے ہیں کہ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ اپنے ذیلی دفاتر کو ہدایات بھی جاری کرتا رہتا ہے اور گاڑیوں کے خلاف قانونی کارروائی بھی عمل میں لائی جاتی ہے۔ اس معاملے کا تعلق enforcement سے ہے جبکہ ضلع میں District Regional Transport Authority کا ٹریفک سٹاف نہایت ہی محدود ہے۔ اوسطاً ضلع میں تین سے چار کا سٹاف ہے اور اسی سٹاف کی کمی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ٹرانسپورٹر اسی قسم کی ناجائز حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اس سے پہلے سوال میں تھا کہ کرائے کے میٹر نصب ہونے کے حوالے سے Motor Vehicle Ordinance 1965 پر عملدرآمد نہیں ہو رہا یعنی قوانین کے ہوتے ہوئے سواری اور ٹیکسی والا آپس میں bargain کرتے ہیں۔ Enforcement Agencies قوانین پر عملدرآمد کراتی ہیں جس وقت state خود اپنے جوابات میں کہتی ہے کہ ہمارے پاس وہ capacity نہیں ہے کہ ہم قوانین پر عملدرآمد کرا سکیں تو پھر اس ادارے کا کیا مقصد ہوگا؟ 1965 کے ایکٹ میں آپ کہہ رہے ہیں کہ اس کا تعلق enforcement سے ہے اور ہمارے پاس سٹاف نہیں ہے تو its mean اپنے قوانین پر عملدرآمد کرانے میں یہ state نااہل ہے محترم پارلیمانی سیکرٹری اس کا جواب دیں؟

جناب سپیکر! OGRA کے حوالے سے بھی میرا یہ بہت اہم سوال ہے۔ OGRA نے اٹھارہویں ترمیم کے تحت اس صوبے میں کوئی law enforce نہیں کرنا ہے۔ CRPC کے تحت یہ اس حکومت نے کرنا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ گاڑیوں میں نصب جو سلنڈر پھٹتے ہیں وہ محکمہ ٹرانسپورٹ کی ذمہ داری ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ OGRA اپنے قوانین لاگو کر رہا ہے تو کون سی اتھارٹی، کون سا پولیس ڈیپارٹمنٹ یا کون سا ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ OGRA کے ماتحت ہے کہ وہ اپنے laws enforce کر رہا ہے؟ محکمہ ٹرانسپورٹ حکومت پنجاب کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے laws enforce کریں۔ اس میں state کہتی ہے کہ ہم بے بس ہیں ہم Motor Vehicle Act 1965 پر عملدرآمد نہیں کر سکتے۔ Law enforcement کے حوالے سے OGRA کا concern سوال ہی نہیں بنتا تو محترم پارلیمانی سیکرٹری اس کا جواب دے دیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! OGRA نے سلنڈر کا معیار جانچنا ہوتا ہے جس میں اُس کی گیس ہوتی ہے۔ اس میں تفصیل سے لکھا ہوا ہے کہ squad بنائے ہوئے ہیں جو روزانہ کی بنیاد پر violations کے خلاف قانونی کارروائی کرتے رہتے ہیں۔ مزید یہ کہ overloading، زائد سیٹیں، پھٹے لگانے والی گاڑیاں اور OGRA سے غیر منظور شدہ گیس سلنڈر اور غلط تنصیب شدہ گیس سلنڈر والی گاڑیوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ جو بھی قانون کی خلاف ورزی کرتے ہیں اُن کے خلاف روزانہ کی بنیاد پر کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! جز (ب) کو اگر یہ کہتے ہیں تو میں دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔ اس کے خلاف باقاعدہ قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ اپنے ذیلی دفاتر کو ہدایات بھی جاری کرتا رہتا ہے اور گاڑیوں کے خلاف قانونی کارروائی بھی عمل میں لائی جاتی ہے۔ اس معاملہ کا تعلق enforcement سے ہے جبکہ ضلع میں ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کا ٹریفک سٹاف نہایت ہی محدود ہے، ہر ضلع میں اوسطاً تین سے چار تک کا سٹاف ہوتا ہے اور اسی سٹاف کی کمی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ٹرانسپورٹر اس قسم کی ناجائز حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ enforcement کا issue ہے، ہمارے پاس سٹاف نہیں ہے اور ہم اپنے قوانین کو پبلک تک enforce نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ ٹیکسی میں میٹر نصب نہیں ہوتا۔ اس Legislative Assembly میں یہ جواب آ رہا ہے کہ سواری اور ٹیکسی ڈرائیور آپس میں bargain کرتے ہیں۔ 1965 کا موٹر وہیکل ایکٹ ہوتے ہوئے وہ

آپس میں bargain کرتے ہیں۔ یہ کس طرح کا جواب ہے، قوانین کے ہوتے ہوئے لوگوں نے اگر آپس میں ہی bargain کرنا ہے پھر enforcement agencies کی کیا ضرورت ہے اور قوانین کی کیا ضرورت ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس سوال کو لمبا کریں تاکہ میٹرو کا سوال اسمبلی میں نہ آجائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! ہمارا محکمہ ٹرانسپورٹ enforcement خود کرتا ہے اور کارروائی خود کرتا ہے۔ ہم نے کب کہا ہے کہ ہم بے بس ہیں۔ روزانہ کی بنیاد پر کارروائی ہو رہی ہے۔ گاڑیاں بند بھی ہوتی ہیں، لائسنس اور پرمٹ cancel بھی ہوتے ہیں۔ ہم نے کبھی نہیں کہا کہ ہم بے بس ہیں۔ انشاء اللہ سٹاف کی کمی کو پورا کیا جائے گا۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! حکومت کہہ رہی ہے کہ سواری اور ٹیکسی ڈرائیور آپس میں bargaining کرتے ہیں تو پھر 1965 کا موٹر وہیکل ایکٹ کہاں گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! ہم enforcement کرتے ہیں۔ ہم نے کب کہا ہے کہ نہیں کرتے۔ ہمارا محکمہ بے بس نہیں ہے، کارروائی ہو رہی ہے بلکہ آئندہ ہم مزید سختی کر دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! انہوں نے جز (ج) میں کہا ہے کہ ہم نے بے قاعدگیوں اور بے ضابطگیوں کو روکنے کے لئے سپیشل سکواڈ بنائے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ چنیوٹ میں جو سکواڈ انہوں نے بنایا ہے ان کے نام، پتاجات اور عہدہ جات بتا دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: یہ نیا سوال بنتا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں یہ اس لئے پوچھ رہا ہوں کیونکہ مجھے ایسا کوئی سکواڈ نظر نہیں آیا جو وہاں ان بے ضابطگیوں کو روک رہا ہے اور ناجائز پھٹوں کو ہٹوا رہا ہو۔ مجھے ایسا کوئی بندہ وہاں نظر نہیں آیا۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم کارروائی کر رہے ہیں تو پھٹے اور ناجائز سلنڈر ہٹوانے کی کارروائی کب تک مکمل ہو جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ نیا سوال ہے۔ آپ سوال کر دیں میں وہاں سے سب تفصیل لے دوں گا۔ ہر ضلع میں ہمارا اسکواڈ موجود ہے وہ کارروائی کرتا ہے اس کی مکمل تفصیل انشاء اللہ میں ان کو پہنچا دوں گا۔ سیکرٹری RTA، موٹر وہیکل ایگزامینرز اور TSI وہاں پر موجود ہیں۔ اس کے علاوہ ہر ضلع میں ہمارے محکمہ کے لوگ موجود ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آگے میٹرو کا سوال ہے۔

جناب سپیکر: وہ سوال اپنے وقت پر آئے گا۔ جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! آپ کچھ وقت دے دیں کہ وہ چنیوٹ سے تازہ رپورٹ منگوا کر دے دیں کہ کتنا عملہ ہے، وہ کیا کیا کام کر رہا ہے، کتنی ویگنیں ہیں، ان ویگنوں کے نمبر بتا دیں، جن ویگنوں سے پھٹے اتروائے ہیں ان ویگنوں کے بھی نمبر بتا دیں جن سے انہوں نے سلنڈرز نکلوائے ہیں؟

جناب سپیکر: اگر آپ تفصیل مانگتے تو وہ یقیناً دیتے۔ آپ ایسے نہ کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! چنیوٹی صاحب نے جو فرمایا ہے میں اس کے مطابق تفصیل منگوا کر ان کو مہیا کر دوں گا۔

جناب سپیکر: صرف ان کو نہیں پہنچانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! میں وہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دوں گا۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع فیصل آباد میں دریائے راوی پر حفاظتی بند بنانے سے متعلقہ تفصیلات

*4475: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 12-2011 اور 13-2012 کے دوران کتنی رقم ضلع فیصل آباد کی حدود میں دریائے راوی پر بند بنانے پر خرچ کی گئی، ان کی تفصیل تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ب) اس وقت اس ضلع کی حدود میں دریائے راوی کے کناروں کی مضبوطی پر کتنی رقم خرچ کی جا رہی ہے؟

(ج) ان منصوبوں کی تعمیر کا کام کن کن افسران و اہلکاران کی نگرانی میں زیر تکمیل ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) ضلع فیصل آباد میں 12-2011 اور 13-2012 کے دوران دریائے راوی پر بند بنانے کا کوئی کام ہوا ہے اور نہ ہی کوئی رقم خرچ ہوئی ہے۔

(ب) ضلع فیصل آباد کی حدود میں اس وقت دریائے راوی کے کناروں کی مضبوطی پر کوئی رقم خرچ نہ کی جا رہی ہے۔

(ج) ضلع فیصل آباد میں دریائے راوی پر کوئی کام نہ ہو رہا ہے۔

ساہیوال میں قائم اڈاجات سے متعلقہ تفصیلات

*6464: جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ساہیوال و سٹی ساہیوال میں جن ٹرانسپورٹ کمپنی کے مالکان کو اڈے فراہم کئے گئے ان کے نام، مکمل تفصیل کے ساتھ فراہم کریں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے بغیر کسی criterion کے پرائیویٹ مالکان کو اڈے دیئے ہوئے ہیں؟

(ج) محکمہ ان اڈوں سے ٹیکس کی وصولی کس حساب سے کرتا ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ اڈاجات گنجان آباد علاقہ میں ہیں جس کی وجہ سے ٹریفک کی روانی کے مسائل پیدا ہو رہے ہیں کیا حکومت ان اڈوں کو اندرون شہر سے باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کی مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس ضمن میں سیکرٹری DRTA ساہیوال سے جواب طلب کیا گیا جو کہ مندرجہ ذیل ہے:۔
ضلع و سٹی ساہیوال میں جن ٹرانسپورٹ کمپنی کے مالکان کو ڈی کلاس سٹینڈز فراہم کئے گئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام سٹینڈ	مالک کا نام
1	ماڈرن فلائنگ کوچ سروس ساہیوال	جاوید اقبال و حامد اقبال
2	چاند فلائنگ کوچ سروس ہڑپہ شہر	رانا ذوالفقار علی
3	رانا فلائنگ کوچ سروس ہڑپہ شہر	رانا عبدالستار
4	سپر پرنس فلائنگ کوچ سروس ساہیوال	ممتاز حسین شیرازی
5	چوہان فلائنگ کوچ سروس ساہیوال	رانا محمود الحسن
6	مدینہ فلائنگ کوچ سروس چیچہ وطنی	رانا نثار احمد
7	میاں فلائنگ کوچ سروس ساہیوال	میاں نذیر احمد
8	اظہر فلائنگ کوچ سروس چیچہ وطنی	نعیم ارشد
9	عامر فلائنگ کوچ سروس 90 موڑ	عبدالغفار
10	کوڑے شاہ فلائنگ کوچ سروس اڈا نور شاہ	اورنگزیب، زاہد سلیم
11	اعجاز فلائنگ کوچ سروس ساہیوال	ریحانہ کوثر، عبدالستار
12	لمبردار فلائنگ کوچ سروس L-9/145	محمد آصف نعیم، محمد سرور
13	مسعود ٹریول سروس ساہیوال	محمد مسعود
14	آفتاب ٹریول سروس ساہیوال	محمود الحسن
15	سکائی وے ٹریول سروس چیچہ وطنی	رانا نثار احمد
16	لال شہباز ٹریول سروس اڈا نور شاہ	پیر اجمل شاہ کھگہ
17	اعوان فلائنگ کوچ سروس L-9/150	لیاقت حیات اعوان
18	لودھی فلائنگ کوچ سروس ہڑپہ شہر	ارشد خان لودھی
19	لنگڑیال فلائنگ کوچ سروس ساہیوال	محمد شفیع

(ب) حکومت نے بغیر کسی criterion کے پرائیویٹ مالکان کو اڈے فراہم نہیں کئے بلکہ تمام اڈا جات کو موٹر وہیکل رولز 1969 کی شق A-253 میں دیئے گئے قوانین کے مطابق ڈی کلاس سٹینڈز بنانے کی اجازت دی گئی ہے اور انہی قوانین کے تحت تمام سٹینڈز کو لائسنس جاری کئے گئے ہیں۔

(ج) تمام ڈی اور سی کلاس سٹینڈز سے ٹیکس / فیسوں و تجدید کی وصولی موٹر وہیکل رولز 1969 کی شق 253-A(2) میں دیئے گئے قوانین کے مطابق کی جاتی ہے۔

(د) صرف تین ڈی کلاس ویگن سٹینڈز اور ایک سی کلاس جنرل بس سٹینڈ گنجان آباد علاقے میں قائم ہیں مگر ان کی شہر سے باہر منتقلی کی تجویز زیر غور نہ ہے۔

لاہور: دریائے راوی کے کنارے تجاوزات کا مسئلہ

*6414: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دریائے راوی کے بند کے ساتھ محمود بوٹی سے لے کر شاہدرہ پھاٹک تک تجاوزات قائم ہیں اور لوگوں نے پختہ تجاوزات بھی قائم کر لی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہر سال دریائے راوی کے بیڈ میں آبادیوں کا اضافہ ہوتا جا رہا ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت راوی کے بیڈ میں قائم ان ناجائز اور پختہ بستیوں کو کب تک ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) محکمہ انہار نے دریائے راوی کے بائیں کنارے کے ساتھ ریلوے برج سے محمود بوٹی بند کی تعمیر کی تھی۔ جو کہ اب رِنگ روڈ کی تعمیر کے بعد اپنی اصلی حالت میں نہ ہے اور رِنگ روڈ ہی بند کا کام کر رہی ہے۔ اب وہاں محکمہ انہار کی کوئی زمین خالی نہ ہے اور نہ ہی اس پر کوئی تجاوزات قائم ہیں۔ اس کے علاوہ محمود بوٹی بند کے پُشتوں (spurs) کے ساتھ تجاوزات کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی گئی ہے اور اس کی تفصیل ضلعی حکومت کو ارسال کر دی گئی ہے۔ اور یہ کہ جو آبادیاں دریا کے بند کے اندر کی طرف ہیں وہ محکمہ انہار کی زمین نہ ہے بلکہ پرائیویٹ ملکیت ہے۔

(ب) عرصہ دراز سے دریائے راوی میں سیلاب نہ آنے اور خشک سالی کی وجہ سے دریائے راوی کے بیڈ میں آبادیوں میں اضافہ ہوا ہے جبکہ موجودہ صورتحال بھی تقریباً 20 سال کے عرصہ میں وقوع پذیر ہوئی ہے اور متعلقہ محکموں نے ان آبادیوں میں سڑکیں، سوئی گیس اور بجلی وغیرہ مہیا کی ہیں۔ تاہم اب ضلعی حکومت ان آبادیوں میں مزید اضافے کو روک رہی ہے۔

(ج) محکمہ انہار کا کام ان ناجائز آبادیوں کی نشاندہی کرنا اور متعلقہ محکموں کو مطلع کرنا ہے جو کہ وہ ہمیشہ سے کرتا آیا ہے جبکہ محکمہ انہار ان آبادیوں کو ختم کرنے کا مجاز نہ ہے۔

میٹرو بس سروس راولپنڈی پر سبسڈی سے متعلقہ تفصیلات

*6725: جناب محمد عارف عباسی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) میٹرو بس سروس راولپنڈی پر سبسڈی کی مد میں سالانہ کتنا خرچ ہوا۔ تفصیل فراہم کریں؟

(ب) میٹرو بسیں کتنی تعداد میں کہاں کہاں سے خریدی گئی ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا میٹرو بس خریدنے کے لئے کوئی ٹینڈر جاری کیا گیا اور کتنی فرمز نے کوٹیشن دیں، تفصیل دیں؟

(د) میٹرو بس ٹریک اور میٹرو بس راولپنڈی کے لئے سرمایہ کہاں سے حاصل کیا گیا اگر قرض لیا گیا تو قرض کی تفصیل، مارک اپ اور واپسی کے طریق کار سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) راولپنڈی اسلام آباد میٹرو بس سروس کا نیا نام پاکستان میٹرو بس سروس ہے۔ اس سروس کا افتتاح 4۔ جون 2015 کو کیا گیا اور اس سروس کا پہلا سال ابھی تک مکمل نہیں ہوا اس لئے سبسڈی کا سالانہ خرچ ایک سال مکمل ہونے کے بعد ہی فراہم کیا جا سکتا ہے۔

(ب) میٹرو بسیں جن کی تعداد 68 ہے جو ایک پرائیویٹ ترک کمپنی (پلیٹ فارم) کی ملکیت ہیں۔ جس کو پنجاب میٹرو بس اتھارٹی (PMA) کی جانب سے فی کلومیٹر سروسز کی بنیاد پر ماہانہ ادائیگی کی جاتی ہے۔ یہ ادائیگی 325 روپے فی کلومیٹر سروسز کے حساب سے کی جاتی ہے۔ ان بسوں کو حکومت پنجاب نے نہیں خریدا بلکہ پلیٹ فارم کمپنی نے یہ کنٹریکٹ بذریعہ ٹینڈر حاصل کیا اور بسیں چائنا سے درآمد کیں۔

(ج) جواب (ب) کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔

(د) میٹرو بس سروس راولپنڈی کے لئے قرض نہیں لیا گیا بلکہ تمام اخراجات حکومت پنجاب نے خود برداشت کئے۔

ڈسکہ سٹی میں سائفن پل نہر سے متعلقہ تفصیلات

*7008: جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسکہ سٹی میں پل نہر چیمہ ہسپتال ڈسکہ کی جانب مشرق اریگیشن دفاتر کے ساتھ ایک سائفن نہر کے نیچے سے گزرتا ہے جو اوٹھیاں سیم نالہ کی طرف جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ نہر سے ایک کلومیٹر آگے جاکر نالہ بند ہو جاتا ہے جس کے پانی سے زرعی زمینیں سیم زدہ ہو گئی ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس سائفن کے پانی کو وہاں سے رخ موڑ کر راجہ گھمان سیم نالی میں ڈالنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک ممکن ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) یہ درست ہے کہ ڈسکہ سٹی پُل نہر چیمہ ہسپتال ڈسکہ کی جانب مشرق اریگیشن دفاتر کے ساتھ ایک سائفن نہر کے نیچے سے گزرتا ہے جو تقریباً ایک کلومیٹر آگے جاکر کھال کی شکل اختیار کر جاتا ہے اس میں ڈسکہ شہر کا سیوریج کا پانی جاتا ہے۔ یہ نالہ محکمہ اریگیشن کی ملکیت نہ ہے اور نہ ہی محکمہ اس کی صفائی وغیرہ کرتا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ نالہ نہر سے تقریباً ایک کلومیٹر آگے جاکر بند ہو جاتا ہے۔ زمیندار اس کے پانی سے اپنی فصلوں کو سیراب کرتے ہیں اور زرعی زمینیں سیم زدہ نہیں ہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ زرعی زمینیں بڑی زرخیز ہیں۔

(ج) ایسی کوئی سکیم محکمہ اریگیشن کے نہ تو متعلقہ ہے اور نہ ہی زیر غور ہے۔

چنگ چی رکشا ڈرائیونگ لائسنس ہولڈر سے متعلقہ مسائل

*7060: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چنگ چی رکشا ایک موٹر وہیکل ہے جس کو چلانے والے کے لئے ڈرائیونگ لائسنس ہولڈر ہونا لازمی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس وقت صوبہ میں چنگ چی رکشا چلانے والے 90 فیصد ڈرائیور under age ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ کم عمر لڑکے چنگ چی رکشا چلانے میں بے احتیاطی اور غیر ذمہ دارانہ روّیہ اپناتے ہیں جس کی وجہ سے آئے دن حادثات رونما ہوتے ہیں؟

(د) حکومت اس بابت کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس ضمن میں سیکرٹری ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی لاہور سے جواب طلب کیا گیا جو کہ مندرجہ ذیل ہے:

یہ درست ہے لیکن اس بارے میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ لفظ "چنگ چی" موٹر وہیکلز آرڈیننس میں کسی کیٹیگری کی تعریف سے ماخوذ نہ ہے بلکہ یہ چین کے اشتراک سے موٹر سائیکل بنانے والی ایک کمپنی کا نام ہے اور موٹر وہیکلز رولز کے مطابق لفظ موٹر سائیکل رکشا ہے۔ تاہم موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 کی دفعہ 3 کے تحت کسی بھی موٹر وہیکل کو چلانے کے لئے ڈرائیونگ لائسنس کا حامل ہونا لازمی ہے اور لائسنسنگ اتھارٹی نے لائسنس کی کیٹیگریز میں M/Rickshaw کی کیٹیگری کو بھی باقاعدہ طور پر شامل کیا ہوا ہے۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ موٹر سائیکل رکشے تمام چھوٹے بڑے شہروں اور دیہات میں بھی چل رہے ہیں اور زیادہ تر under age ڈرائیور ہی چلاتے نظر آتے ہیں لیکن ان کی شرح تناسب کا صحیح اندازہ لگانا ممکن نہ ہے مزید برآں یہ کہ محکمہ ٹرانسپورٹ حکومت پنجاب کی روزانہ کی بنیاد پر کی جانے والی چیکنگ کے مطابق دسمبر 2015 میں کل 1460 چالان کئے گئے اور اس مد میں 521,207 روپے جرمانہ وصول کیا گیا۔

(ج) اس بات سے انکار ممکن نہ ہے کہ کم عمر اور نا تجربہ کار ڈرائیوروں کی بے احتیاطی اور غفلت کی بناء پر عموماً حادثات رونما ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی (LTC)، لاہور کی تمام بڑی سڑکوں پر موٹر سائیکل رکشوؤں کے چلنے پر مکمل پابندی لگانے کا لائحہ عمل تیار کر رہی ہے۔

(د) اس ضمن میں محکمہ ٹرانسپورٹ حکومت پنجاب نے سال 2005 میں صوبہ کے پانچ بڑے شہروں لاہور، گوجرانوالہ، راولپنڈی، فیصل آباد اور ملتان میں موٹر سائیکل رکشاؤں پر پابندی عائد کی ہوئی ہے جس پر محکمہ ٹرانسپورٹ اور ٹریفک پولیس کے اہلکاران عملدرآمد کرواتے ہیں لیکن پبلک ٹرانسپورٹ کی کمی کے پیش نظر اور متبادل روزگار کی عدم دستیابی کی وجہ سے ان کو مکمل طور پر ختم نہیں کیا جا سکا۔ البتہ محکمہ ٹرانسپورٹ حکومت پنجاب نے پہلے فیز میں اب تک 1460 سے زائد موٹر سائیکل رکشاؤں کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے ان کے

مالکان پر تقریباً پانچ لاکھ روپے سے زائد جرمانہ عائد کیا ہے جبکہ دوسرے فیز میں لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی(LTC)، لاہور کی تمام بڑی سڑکوں پر موٹر سائیکل رکشاؤں کے چلنے پر مکمل پابندی لگانے کا لائحہ عمل تیار کر رہی ہے۔

محکمہ نہر کے زیر انتظام ریسٹ ہاؤسز سے متعلقہ تفصیلات

*7135: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ نہر کے زیر انتظام / ملکیت میں کل کتنے ریسٹ ہاؤسز ہیں یہ کہاں کہاں کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ب) ہر ریسٹ ہاؤس پر سالانہ مینٹیننس کی مد میں 14-2013 میں علیحدہ علیحدہ کتنے اخراجات ہوئے، نیز ہر ریسٹ ہاؤسز سے علیحدہ علیحدہ کتنی آمدنی ہوئی؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) محکمہ نہر کے زیر انتظام / ملکیت میں کل 504 ریسٹ ہاؤسز ہیں جن کی زون وار تفصیل درج ذیل ہے۔ مزید تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

بہاولپور اریگیشن زون	73
سرگودھا اریگیشن زون	105
فیصل آباد اریگیشن زون	105
ملتان اریگیشن زون	84
ڈی جی خان اریگیشن زون	40
ڈویلپمنٹ زون	01
پراجیکٹ ڈائریکٹر ایل بی ڈی سی آئی پی	55
لاہور اریگیشن زون	41
میزان:	504

(ب) مفصل تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ شہر میں چلنے والے چنگ چی کے پیدا کردہ مسائل

*7069: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹوبہ ٹیک سنگھ شہر میں چلنے والے چنگ چی رکشاؤں کی کل تعداد کتنی ہے اور ان کے لئے کتنے رکشا سٹینڈ بنائے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ چنگ چی رکشا چلانے کے لئے ڈرائیونگ لائسنس اور روٹ پرمٹ حاصل کرنا ضروری ہے ؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ چنگ چی رکشاؤں چلانے والے اکثر انڈر ایج اور بغیر روٹ پرمٹ کے رکشا چلاتے پائے جاتے ہیں اور اکثر حادثات کا باعث بنتے ہیں؟

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو قانون کی اس خلاف ورزی پر ان کے خلاف کیا کارروائی کی جاتی ہے اور سال15۔2014 کے دوران ٹوبہ ٹیک سنگھ شہر میں اس جرم میں کتنے رکشا ڈرائیوروں کا چالان کیا گیا۔ تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے ؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس ضمن میں سیکرٹری ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ سے جواب طلب کیا گیا جو کہ مندرجہ ذیل ہے:۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ شہر میں چلنے والے چنگ چی رکشاؤں کی کل تعداد تقریباً450 ہے اور ان کے لئے ٹی ایم اے ٹوبہ ٹیک سنگھ نے10 جگہوں پر پارکنگ سٹینڈ بنائے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ چنگ چی رکشا چلانے کے لئے ڈرائیونگ لائسنس اور روٹ پرمٹ حاصل کرنا ضروری ہے۔

(ج) اگر کوئی انڈر ایج ڈرائیور چنگ چی رکشا چلاتے ہوئے یا کوئی ڈرائیور بغیر روٹ پرمٹ کے چنگ چی رکشا چلاتے ہوئے پکڑا جائے تو اس کے خلاف قانون نافذ کرنے والے اداروں کی طرف سے کارروائی کی جاتی ہے۔

(د) اس مد میں سال15-2014 کے دوران خلاف ورزی کرنے والے چنگ چی رکشاؤں کے خلاف ٹریفک پولیس ٹوبہ ٹیک سنگھ نے مجموعی طور پر 1754 چالان کئے جبکہ سیکرٹری DRTAٹوبہ ٹیک سنگھ کی طرف سے 346 رکشاؤں چالان و بند کئے گئے۔ مجموعی طور پر 2100 چنگ چی رکشے چالان و بند کئے گئے اور اس مد میں کل۔/9,08,000 روپے جرمانہ وصول کیا گیا۔

سال2013 سے تاحال سال ڈیمز سے متعلقہ تفصیل

*7136: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب میں 2013 سے تا حال کتنے چھوٹے ڈیمز کے منصوبے بنائے گئے، ان منصوبہ جات کے تخمینہ لاگت کی تفصیل کیا ہے؟

(ب) ان میں سے کتنے منصوبوں پر کام شروع کر دیا گیا ہے اور وہ اب تکمیل کے کن مراحل میں ہیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) پنجاب میں 2013 سے تا حال 12 چھوٹے ڈیمز کے منصوبے بنائے گئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام ڈیمز	منصوبہ شروع ہونے کا سال	تخمینہ لاگت (ملین روپے)	تکمیل کی موجودہ کیفیت
1	حاجی شاہ ڈیم	2013	358.24	100فیصد
2	چاہان ڈیم	2013	1567.43	64فیصد
3	سوڑا ڈیم	2013	915.08	64فیصد
4	آرڑ مغلاں ڈیم	2013	829.38	71فیصد
5	پنڈوری ڈیم	2013	655.02	42فیصد
6	مجاہد ڈیم	2014	685.654	28فیصد
7	موڑا شیرا ڈیم	2014	688.705	20فیصد
8	موٹا ڈیم	2015	1787.42	31فیصد
9	ٹمن ڈیم	2015	1542.01	33فیصد
10	کھبیر ڈیم	2015	5655.495	ٹینڈرنگ کے مراحل میں ہے
11	کھمبیر ڈیم	2015	4694.737	ٹینڈرنگ کے مراحل میں ہے
12	پاپین ڈیم	2015	5457.499	ٹینڈرنگ کے مراحل میں ہے

(ب) مندرجہ بالا تمام منصوبہ جات پر کام شروع کر دیا گیا ہے۔ جن کی تفصیل جز (الف) میں بیان کر دی گئی ہے۔

حلقہ پی پی۔134 نارووال میں پشتوں کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*7158: جناب منان خان: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔134 نارووال میں سے دریائے راوی، نالہ اوج، نالہ بئیں اور نالہ بسنتر گزرتے ہیں اس دریا اور نالوں میں پانی انڈیا سے داخل ہوتا ہے ہنگامی حالات خاص طور پر موسم برسات میں ان میں طغیانی آ جاتی ہے اس دریا اور نالوں پر تعمیر شدہ پشتے کون سے محکمے کے زیر کنٹرول ہیں، تفصیلات فراہم کریں؟

(ب) کیا محکمہ انہار نے گزشتہ سالوں میں پشتے تعمیر کروائے ہیں تو ان کی تفصیلات فراہم کریں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیل شکر گڑھ کے نالہ بئیں کے موضع پنڈی چکڑا کے مقام پر حفاظتی بند ٹوٹا ہوا ہے کیا حکومت اس بند کو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی-134 نارووال میں سے دریائے راوی، نالہ اوج، نالہ بیئں اور نالہ بسنتر گزرتے ہیں اس دریا اور نالوں میں پانی انڈیا سے داخل ہوتا ہے اور موسم برسات میں ان میں طغیانی آجاتی ہے۔ ان پر تعمیر شدہ پُشتے محکمہ انہار فلڈ بند ڈویژن نارووال، لاہور زون کے کنٹرول میں ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

1- جلالہ فلڈ بند
2- حاجی پور گجراں فلڈ بند
3- ٹائی فلڈ بند
4- بھیکو چک فلڈ بند
5- چکڑا فلڈ بند

(ب) محکمہ انہار نے گزشتہ سالوں میں جو پُشتے تعمیر کروائے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- جلالہ فلڈ بند
2- حاجی پور گجراں فلڈ بند
3- ٹائی فلڈ بند
4- بھیکو چک فلڈ بند

(ج) یہ درست ہے کہ تحصیل شکر گڑھ کے نالہ بیئں کے موضع پنڈی چکڑا کے مقام پر حفاظتی بند جو ٹوٹا ہوا تھا تعمیر کر دیا گیا ہے۔

اوکاڑہ: اکبر مائنر کو دوبارہ کھولنے سے متعلقہ تفصیلات

*7171: پیر خضر حیات شاہ کھگہ: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اکبر مائنر گوگیرہ نہر سے نکل کر حلقہ پی پی-220 ساہیوال کے تقریباً 40 دیہاتوں کی زرعی زمین کو سیراب کرتا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس مائنر کا پانی بند کر دیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ مائنر بند ہونے کی وجہ سے کم از کم 40 دیہاتوں کی زمین بنجر ہو گئی ہے اور وہاں کے رہائشیوں نے ہجرت کرنا شروع کر دی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مائنز کو کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) اس حد تک درست ہے کہ اکبر مائنز گوگیرہ نہر کی برجی 185+500 سے نکل کر حلقہ پی پی-220 ساہیوال کے تقریباً 16 دیہاتوں کی زرعی زمین کو سیراب کرتا ہے۔ اس نہر کی کل لمبائی تقریباً 6.40 میل ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ اس مائنز کا پانی بند کر دیا گیا ہے۔ البتہ اکبر مائنز کی لائننگ/پختہ کرنے کا کام جاری ہے جس کے تحت تقریباً 4.4 میل لمبائی کی کنکریٹ لائننگ مکمل ہو چکی ہے جبکہ بقایا 2.0 میل کی تعمیر جاری ہے۔ پانی کی سپلائی کو برقرار رکھنے کے لئے عارضی نہر (diversion) کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور سالانہ بندی 16-2015 میں نہر کی تعمیر جاری ہے۔ سالانہ بندی فروری 2016 کے بعد سپلائی بحال کر دی جائے گی جس سے تمام رقبہ جات کو سیراب کیا جائے گا۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ علاقہ ہذا کا زیر زمین پانی میٹھا ہونے کی وجہ سے کوئی زمین بنجر نہ ہوئی ہے اور نہ ہی یہاں کے لوگوں نے کسی طور ہجرت یا نقل مکانی کی ہے۔ نہر کی لائننگ کے مکمل ہوتے ہی ٹیل تک سپلائی بحال کر دی جائے گی جس سے یہاں کے 16 چکوک کو سیراب کیا جائے گا۔

(د) کنکریٹ لائننگ ورک Rehabilitation and upgradation of channels in Okara Division LBDCIP/NESPAK ICB-04 کے تحت اکبر مائنز کی لائننگ/پختہ ہونے کا کام فروری 2016 کے آخر تک مکمل ہو جائے گا۔ تاہم اس دوران سالانہ بندی کے اختتام پر نہر ہذا میں پانی کی سپلائی بحال ہونے پر diversion channel کے ذریعے جاری کر دی جائے گی اور ٹیل تک پانی کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ کو مبارک ہو۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: اب توجہ دلاؤ نوٹسز ہیں ان کو جمعرات تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔پہلی تحریک استحقاق قاضی احمد سعید کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں للہذا اس تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر relevant ہوگا تو سن لوں گا ورنہ نہیں۔جی، محترمہ!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! شکریہ۔آپ یقین کریں کہ پورے کشمیر میں ایک آگ لگی ہوئی ہے۔ عمران خان صاحب کو یہ کس نے حق دیا تھا کہ اتنی غلط statement دیں کہ کشمیر کا حل ہے کہ اس کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

(ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "شیم شیم" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔آپ کی بڑی مہربانی۔اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔اس کے بعد آبپاشی پر بحث بھی ہوگی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پچھلے دو تین روز سے اخبارات کے اندر مسلسل واویلہ ہو رہا ہے کہ multinational کمپنیوں نے اپنی ادویات کی قیمتیں بلا محابا بڑھا دی ہیں۔پہلے ہی اس ملک کے اندر جتنی بھی multinational کمپنیاں ہیں وہ جس قیمت پر ایران یا ہندوستان میں دوائی supply کرتی ہیں اس سے کوئی دس بارہ گنا زیادہ قیمت پر وہ ادویات پاکستان کو supply کرتی ہیں۔میں خود practicing ڈاکٹر ہوں اور میں آپ کی خدمت میں ان ادویات کے نام لے سکتا ہوں کہ جو پاکستان کے اندر تو ستر اسی روپے میں فی گولی ملتی ہے لیکن اگر وہ ایران سے سمگل ہوتی ہے یا انڈیا سے آتی ہے تو دو، تین، چار یا پانچ روپے کی ہوتی ہے۔عوام پہلے ہی مہنگائی کی چکی میں پس چکے ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کچھ لکھ کر لائیں تو پھر اس پر بات ہو سکتی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ حکومت کو یہ direction دیں کہ خدا کے لئے وہ اس کا جائزہ لیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ direction کے بغیر ہی اپنے طور پر دیکھ رہے ہیں۔ میرے خیال میں آپ اس کو لکھ پڑھ کر لائیں گے تو ہم بھی ادھر دیکھ لیں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب امجد علی جاوید!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! آج ایوان میں ٹرانسپورٹ کے محکمہ کے سوالات زیر بحث تھے تو ٹرانسپورٹ کا فی کلو میٹر جو کرایہ ہے وہ 82 پیسے فی کلو میٹر طے کیا گیا ہے لیکن بد قسمتی سے تین مرتبہ تیل کی قیمتیں مزید نیچے آ چکی ہیں تو اس کے مطابق کرایہ re-adjust ہونا چاہئے تھا۔ وہ re-adjust تو کجا جو گورنمنٹ کی طرف سے کرایہ مقرر کیا گیا ہے اس پر بھی عملدر آمد نہیں ہو رہا ہے۔ ٹرانسپورٹر ابھی تک اس سے بھی زیادہ کرایہ وصول کر رہے ہیں۔ مہربانی فرمائیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب نے نشاندہی کی ہے۔ ٹرانسپورٹ والے صاحب کدھر گئے ہیں وہ موجود نہیں ہیں، چلیں ان کو یہ پیغام پہنچا دیں۔ مہربانی۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 958/15 شیخ علاؤالدین کی ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے اور اس تحریک التوائے کار کا جواب آنا تھا۔

سرکاری ہسپتالوں کے ڈاکٹرز اور پروفیسرز کی عدم دلچسپی

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کے علاج معالجہ اور اخراجات حکومت پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی پالیسی کے مطابق ریگولیٹ ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں شکایات کی صورت میں ہسپتال کی انتظامیہ محکمہ صحت قواعد کے مطابق مریض کی دادرسی کرنے کے

پابند ہیں۔ پرائیویٹ ہسپتالوں میں داخلہ کے خواہش مند مریض اپنی صوابدید پر ان ہسپتالوں میں علاج معالجہ کے لئے رجوع کرتے ہیں۔ پرائیویٹ / سرکاری ہسپتالوں میں علاج معالجہ کے سلسلے میں مریضوں کی شکایات پر پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن قانون کے مطابق باقاعدہ انکوائری کرتا ہے۔ علاج معالجہ کی سہولیات کی بہتر فراہمی کے لئے کمیشن پرائیویٹ اور سرکاری ہسپتالوں کے لئے کم از کم کوالٹی کے معیارات مقرر کرتا ہے۔ معیارات کے مطابق تمام ہسپتالوں پر لازم ہے کہ وہ وہاں پر علاج کے لئے آنے والے مریضوں کو علاج کے متوقع اخراجات کے بارے میں پیشگی مطلع کریں اور اس کے مطابق ان سے اخراجات وصول کریں۔ PMDC کے ریگولیشن نمبر (6)17 مجریہ 2012 کے مطابق تمام ہسپتال جو کسی میڈیکل کالج کے ساتھ منسلک ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ اپنے 50 فیصد بستروں پر غریب مریضوں کا علاج کریں جہاں پر ان سے بستر اور ڈاکٹر کی فیس وصول نہیں کی جائے گی۔ تاہم لیبارٹری چارجز، ادویات اور دوسری سروسز کی فراہمی کے اخراجات بغیر کسی منافع کے وصول کئے جا سکیں گے۔ جن کے نفاذ کے لئے PMDC کا اپنا انسپکشن کا سسٹم موجود ہے جس کے تحت وہ ان ضابطوں پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کے پابند ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف یہ چاہوں گا کہ آپ خود صرف اس جواب کو سن لیں اور یہ جو میری تحریک التوائے کار ہے اس کو دیکھ لیجئے۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ کوئی نہ کوئی ایک تحریک التوائے کار چاہے وہ کسی بھی معزز ممبر کی ہو اس کو ایک اجلاس میں اجازت دے دیں کہ اس پر بحث ہو جائے۔ یہ پرائیویٹ ہسپتالوں کا جو مسئلہ ہے وہ آپ کے علم میں ہے کہ جو میں نے اس میں figures دیئے ہیں یہ صحیح ہیں۔ میرے معزز بھائی نے جو جواب دیا ہے وہ سرکاری ہسپتالوں کے بارے میں دے دیا ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں اور دودھ بھی برس رہا ہے۔ اس کو میں کچھ نہیں کہہ رہا کہ چلو وہ برس رہا ہو گا لیکن پرائیویٹ ہسپتالوں کا آپ خود پڑھ لیں اور اس پر آپ بحث کی اجازت دے دیں اور اس کو ایوان میں لے آئیں۔ میں اس کے بارے میں کچھ اور بھی گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اس کے لئے پھر آپ کو مطلوبہ تعداد بھی دینی پڑے گی تو پھر آپ کیا کریں گے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وہ مطلوبہ تعداد تو۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میرے خیال میں آپ نے اور ایوان نے یہ بات سن لی ہے نہ کہ آپ اکیلے نے سنی ہے۔ ہم سب نے سن لی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔ جب آپ بڑی محبت سے یہ کہتے ہیں کہ منسٹرز نے بات سن لی ہے۔ مجھے بالکل کوئی شک نہیں ہے کہ منسٹر بہرے نہیں ہیں مجھے پتا ہے کہ وہ ویسے بھی سنتے ہیں۔ آپ کا مجھے کہنا یا ان کو کہنا مسئلہ یہ نہیں ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آپ اس کی صرف چار لائنیں پڑھ لیں اور اس پر بحث کی اجازت دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس جواب میں سرکاری ہسپتالوں کے ساتھ ساتھ پرائیویٹ ہسپتالوں کے متعلق بھی جواب دیا گیا ہے۔ شیخ صاحب نے جن واقعات کا ذکر کیا ہے اس میں specific کسی ہسپتال یا مریض کا نام نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! specific تو یہ اُسی دن ہو سکتا ہے جب یہ خُود خدا نہ کرے کہ مریض بن جائیں۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے، اللہ خیر کرے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پھر specific کا کیا مطلب ہوا یا پھر میں مریض بن جاؤں؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ ایسے نہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! دیکھیں، عوام کو لوٹا جا رہا ہے۔ آپ as a custodian of the House اس پر بحث کروالیں یا پھر اس تحریک التوائے کار کو pending کر دیں اور جس دن آپ سمجھیں کہ آج معزز ممبران کی تعداد پوری ہے اس دن ایوان کی sense لے لیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! یہ تو پڑھی جا چکی ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس کو کچھ کیا جائے تو پھر دیکھ لیں اب آپ کے سامنے ساری بات ہے۔ مجھے نہ کہنا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں تو آپ کی مہربانی چاہتا ہوں کہ بے شک آپ اس تحریک التوائے کار کو pending کر دیں۔ اس ایوان کی sense لے لیں۔ یہاں پر کوئی بھی معزز ممبر یہ نہیں چاہے گا کہ پرائیویٹ ہسپتالوں کو discuss نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ایوان کی sense لینے کی ضرورت تو آپ کو پڑے گی ناں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس میں سرکاری اور پرائیویٹ ہسپتالوں کے بارے میں مکمل تفصیلی جواب دے دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بحث کی یا اس طور پر کوئی ضرورت نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ لوگوں کے ساتھ ہو کیا رہا ہے، آپ کو بھی پتا ہے کہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ مجھے اس کو discuss تو کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اس پر نہ تو آپ بحث کر سکتے ہیں اور نہ ہی آپ کی short statement ہو سکتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ بجا کہہ رہے ہیں لیکن میں تو ایوان کی sense لینے کا کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ایوان کی sense کیسے لے لیں، آپ کے پاس مطلوبہ نمبر نہیں ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پھر آپ اس تحریک التوائے کار کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میں کس طرح اس تحریک التوائے کار کو pending کر دوں کیونکہ اب تو یہ ایوان میں مکمل پڑھی جا چکی ہے یا تو آپ پہلے کہہ دیتے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ آپ کا اختیار ہے اگر آپ اس کی gravity کو سمجھتے ہیں کہ واقعی پرائیویٹ ہسپتالوں کا ایک اہم مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! Sorry sir, sorry sir. Thank you very much. اس کو dispose of کر دیں۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: No point of order. ابھی تحریک التوائے کار ختم ہونے دیں اس کے بعد آبپاشی پر بحث بھی ہونی ہے جن صاحبان نے بحث میں حصہ لینا ہے وہ اپنے نام لکھوا دیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب تو غائب ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے اب منسٹر صاحب کو کیا کرنا ہے یہ تو تحریک التوائے کار کا وقت ہے۔ تین منسٹر صاحبان تو بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! وزیر اریگیشن کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ آ جائیں گے کیا آپ اپنا نام نہیں دینا چاہتے ہیں؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں نے نام دے دیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/48 جناب امجد علی جاوید کی ہے یہ پڑھی جا چکی ہے اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے کہ نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! نہیں ابھی انکوائری مکمل ہونی ہے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب نہیں آیا لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1036 میاں محمود الرشید کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار ابھی پڑھی جانی ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! یہ پڑھی جا چکی ہے اور اس تحریک التوائے کار کا جواب آج آنا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! ٹھیک ہے میں اس تحریک التوائے کار کا جواب عرض کر دیتا ہوں۔ اس تحریک التوائے کار کو pending کر دیں کیونکہ اس کا جواب تو ہے لیکن وہ تفصیل میں نہیں ہے لہٰذا میں اس کا جواب منگوا لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس تحریک التوائے کار کو کب تک pending کر دیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1038 پڑھی جا چکی ہے اور یہ تحریک بھی pending ہوئی ہے۔ کیا اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے؟

پنجاب کے چھوٹے ملازمین کے سرکاری گھروں کی مرمت نہ کرنے کی وجہ سے رہائشیوں کو پریشانی کا سامنا

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! جی، اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے۔ حکومت پنجاب چھوٹے سرکاری ملازمین کے سرکاری گھروں کی مرمت کو نظر انداز کر کے صرف سرکاری افسران کے گھروں کی تزئین و آرائش کے لئے فنڈ مختص نہیں کرتی ہے۔ صورتحال یہ ہے کہ چھوٹے سرکاری ملازمین کے گھروں پر مشتمل کالونیاں اور سرکاری افسران کی رہائش گاہوں پر مشتمل GOR's دونوں سرکاری اثاثے ہیں۔ حکومت ان کی مرمت اور دیکھ بھال کو برابر اہمیت دیتی ہے اور دونوں کے لئے الگ الگ بجٹ مختص کیا جاتا ہے۔ اس بات کی تصدیق گزشتہ تین سالوں میں مختص کئے گئے فنڈز کی مقدار سے ہوتی ہے۔ جیسا کہ مالی سال 14-2013 میں جی او آر کے لئے 24.618 ملین اور دیگر کالونیز کے لئے 30 ملین، 15-2014 میں جی او آر کے لئے 35.788 ملین اور دیگر کالونیز کے لئے 25 ملین اور اسی طرح 16-2015 میں جی او آر کے لئے 20 ملین اور دیگر کالونیز کے لئے 14.209 ملین رکھے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ کالونیز کے گھر جو کہ وحدت کالونی، چوبرجی کوارٹرز، پونچھ ہاؤس کالونی، ہمابلاک اقبال ٹاؤن اور پی اینڈ ڈی کالونی پر مشتمل ہیں۔ تقریباً 60-50 سال پرانے ہونے کی وجہ سے ان کی حالت کافی خستہ ہے۔ ان کی دیکھ بھال اور مرمت مسلسل کثیر اخراجات کی متقاضی ہے۔ تاہم سروسز اینڈ ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ نے اسی مد میں مزید 100 ملین روپے فراہم کرنے کے لئے تحرک کر رکھا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ان کی منظوری کے بعد یہ رقم بھی یہاں لگائی جائے گی۔ مزید برآں وحدت کالونی میں نئے ٹیوب ویل کی تنصیب کے لئے 10.511 ملین روپے جاری کر دیئے گئے ہیں۔ تمام کالونیز کے گھروں کی خستہ حال چھتوں کی تبدیلی کے لئے بھی 48 لاکھ روپے جاری کر دیئے گئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دے دیں تو ایک گزارش کرنی ہے۔

جناب سپیکر: یہ بات آپ کے اور ایوان کے نوٹس میں مکمل طور پر آ گئی ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1041/15 چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending فرما دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے گزارش کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہ رہا تھا کہ آپ خود ذرا اس بات کو سوچ لیجئے گا ویسے تو آپ کا جو حکم ہے وہی ایوان میں چل رہا ہے۔ اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ خود سوچ لیجئے کہ کیا میرے بھائی گوندل صاحب اگر پچاس محکمہ جات حکومت پنجاب کے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کا علاج کر رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں۔ یہ نہ ہو کہ وقت ہی گزر جائے۔ آپ آج مقابلتاً اچھے mood میں ہیں، بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: اللہ کا شکر ہے کہ میں ہر وقت اچھے mood میں ہوتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میرے سے زیادہ کون جانتا ہے۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پچاس محکمہ جات کا جواب کوئی جن بھی نہیں دے سکتا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کم از کم یہ جو پارلیمانی سیکرٹری اتنے بیٹھے ہوئے ہیں ان پر قوم کے اربوں روپے بھی لگتے ہیں، منسٹر تو بہت مصروف ہیں لیکن concerned پارلیمانی سیکرٹری کے جو rules بھی کہتے ہیں حالانکہ اس کو over-rule کیا گیا تھا۔ میں اس کو بھی discuss نہیں کرتا لیکن concerned پارلیمانی سیکرٹری کو تو کم از کم جواب دینے دیں تاکہ پتا تو لگے کہ محکموں میں کیا ہو رہا ہے؟ گوندل صاحب بالکل خبروں کی طرح جواب پڑھ دیتے ہیں اور اس کے بعد آپ اور میں مطمئن ہو جاتے ہیں۔ میں صحیح کہہ رہا ہوں۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ وقت گزر رہا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے جواب پڑھ کر آپ کو سنانا ہے۔ انہوں نے ایوان کو سنانا ہے اور وہ سناتے ہیں۔ گورنمنٹ نے یہ نوٹس لیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایوان کو نہیں سنانا بلکہ بہتری لانی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! جو بھی محکمہ سے جواب آتا ہے حسب ضابطہ جو معروضات اور واقعات ہوتے ہیں اس کے مطابق جواب دیا جاتا ہے۔ اگر شیخ صاحب چاہتے ہیں کہ زبانی یاد کر کے کوئی بندہ کھڑا کر دیں جو ان کی تسلی کے لئے جواب پڑھ دے۔ اگر کوئی پڑھنے کا الگ طریقہ ہے تو بتا دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا گوندل صاحب سے کوئی ذاتی مسئلہ نہیں ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جو محکمہ جات کے concerned پارلیمانی سیکرٹریز ہیں وہ بھی قابل لوگ ہیں۔ وہ بھی کم از کم جواب دیں اور محکمہ سے کام بھی کروا سکیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! Rules of business میں یہ بھی چیز شامل ہے۔

جناب سپیکر: سارے پارلیمانی سیکرٹریز اپنے اپنے محکمے کا جواب دیتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 101 ملک احمد سعید، ملک احمد خان اور شیخ علاؤالدین کی ہے۔ اس کا جواب آ گیا ہے۔ میرے خیال میں اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جائے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1050 محترمہ باسمہ چودھری اور محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔۔۔ یہ ابھی پڑھنی ہے۔ کوئی پڑھنے والا ہے تو پڑھ دیں ورنہ اس تحریک التوائے کار dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1052 میاں محمود الرشید، محترمہ ناہید نعیم اور محترمہ شُنیلا رُوت کی ہے۔ میاں صاحب! اپنی تحریک پڑھیں۔

حفاظتی ٹیکوں کے مراکز میں سرنجیں نہ ہونے کی وجہ سے بچے حفاظتی ٹیکوں سے محروم

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نئی بات" مورخہ 24- نومبر 2015 کی خبر کے مطابق لاہور محکمہ صحت پنجاب کی غفلت نے لاکھوں بچوں کی زندگیوں کو خطرے میں ڈال دیا۔ صوبہ بھر کے حفاظتی ٹیکوں کے مراکز میں سرنجوں کا سٹاک ختم ہونے کے باعث گزشتہ آٹھ ماہ سے نومولود بچے ٹی بی کے حفاظتی ٹیکوں

سے محروم ہیں۔ ٹیکے نہ لگنے کی وجہ سے بچوں میں ٹی بی پھیلنے کا خدشہ پیدا ہو چکا ہے۔ ذرائع کے مطابق بچوں کو ٹیکے نہ لگنے سے ملازمین اور بچوں کے والدین میں لڑائی جھگڑوں کی نوبت آچکی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے۔ پرچیز سنٹر کے انتظام کے تحت بی سی جی سرنجیں تمام صوبوں کو مہیا کی جاتی ہیں جو کہ اس وقت توسیع پروگرام برائے حفاظتی ٹیکہ جات کے تمام سنٹرز میں موجود ہیں۔ سال 2015 میں کچھ عرصہ کے لئے تمام صوبوں کو سپلائی تعطل کا شکار ہوئی۔ اس وقت ڈائریکٹر توسیع پروگرام برائے حفاظتی ٹیکہ جات نے محکمہ صحت کے ضلعی افسران کو ہدایات جاری کیں کہ چونکہ بی سی جی سرنجیں مقامی مارکیٹ میں تیار نہیں ہوتیں اس کے متبادل کے طور پر انسولین سرنج کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے خط لکھنے کے علاوہ سیکرٹری صحت اور وزیراعلیٰ کے مشیر برائے صحت کی موجودگی میں زبانی ہدایات بھی جاری کی گئیں کہ تمام اضلاع فوری طور پر انسولین سرنجیں مقامی طور پر خرید کر تقسیم کریں تاکہ پروگرام کا کام تعطل کا شکار نہ ہو۔ ای پی آئی کی جاری کردہ رپورٹ مصدقہ ہوتی ہے اور اعداد و شمار کو third party monitoring کے ذریعے چیک بھی کروایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب پڑھا جا چکا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1053/15 چودھری اشرف علی انصاری کی ہے۔

گوجرانوالہ کے اکثر سرکاری سکولوں میں ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس نہ ہونے کی وجہ سے انتظامی امور متاثر

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر غور لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 7۔ نومبر 2015 کی خبر کے مطابق گوجرانوالہ کے 65 سرکاری سکولوں میں ہیڈ ماسٹر نہ ہونے سے انتظامی امور متاثر۔ 47 بوائز، 19 گرلز سکولوں میں سربراہ نہیں، کئی اداروں میں گروپ بندیاں۔ تفصیلات کے مطابق گوجرانوالہ کے 65 ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں میں سکیل 17 سے 20 کے سربراہان کی سیٹیں عرصہ دراز سے خالی، تعیناتی نہ ہونے

سے انتظامی امور متاثر ہونے لگے۔ تعلیمی ذرائع سے ملنے والی معلومات کے مطابق گوجرانوالہ کی چاروں تحصیلوں میں عرصہ دراز سے 65ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں میں ہیڈماسٹر اور ہیڈمسٹریس کی پوسٹیں خالی ہیں۔ ان میں لڑکیوں کے 47 اور لڑکوں کے 19 سکول شامل ہیں جن کے مطابق سکیل20 میں گوجرانوالہ، گھکھڑ، نوشہرہ ورکاں، لدھیوالہ، جنڈیالہ باغوالہ، منڈیالہ تیگہ، سکیل 19 میں گرلز ہائی سکول لدھیوالہ، جنڈیالہ باغوالہ، منڈیالہ تیگہ وغیرہ، سکیل 18 کے گرلز ہائی سکول فیروزوالہ، کوہلو والہ، قلعہ میاں سنگھ، جاجوکے، منگوکی وغیرہ اور سکیل 17 میں عابد آباد، ماڑی ٹھکراں، ڈوگرانوالہ اور چک جگنہ کے علاوہ دیگر بھی شامل ہیں۔ ان سکولوں میں عرصہ دراز سے سکول سربراہان کی سیٹ خالی ہونے سے سکول کے انتظامی امور و نتائج شدید متاثر ہو رہے ہیں اور کئی سکولوں میں heads کی عدم دستیابی پر عارضی head کی تعیناتی سے اساتذہ کے درمیان گروپ بندیاں بھی ہو رہی ہیں۔ مذکورہ بالا صورتحال کی بناء پر طالب علموں کی پڑھائی کے نقصان کے ساتھ ساتھ تعلیم کا معیار گر رہا ہے جس کی وجہ سے طالبعلموں اور ان کے والدین میں اضطراب پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! ضلع گوجرانوالہ میں اس وقت 69 پرنسپل، ہیڈماسٹرز اور ہیڈمسٹریس کی پوسٹیں خالی پڑی ہیں لہٰذا ان سکولوں میں تدریس اور انتظامی معاملات کو جاری رکھنے کے لئے عارضی طور پر ہیڈز تعینات کئے گئے ہیں۔ تاہم محکمہ سکول ایجوکیشن کی جانب سے گریڈ 17، 18، 19 اور 20 کی پروموشن کا process جاری ہے اور ترقی پانے والے اساتذہ کرام کو ان خالی پوسٹوں پر بطور ہیڈ تعینات کر دیا جائے گا جس سے ضلع گوجرانوالہ کے سرکاری سکولوں میں ہیڈز کی کمی بڑی حد تک پوری ہو جائے گی۔ ضلع گوجرانوالہ میں اساتذہ کے درمیان کوئی بھی گروپ بندی نہ ہے۔ حکومت پنجاب کی واضح ہدایت کے مطابق سکولوں میں سخت چیکنگ کا سسٹم موجود ہے۔ اساتذہ اور طالبعلموں کی سکولوں میں حاضری ڈسپلن اور جملہ سہولتوں کی فراہمی کو باقاعدہ روزانہ کی بنیاد پر مانیٹر کیا جاتا ہے اور جن اساتذہ کے رزلٹ کم ہیں ان کو قانون کے مطابق سزائیں دی جاتی ہیں۔ اس سلسلہ میں پنجاب ایجوکیشن کمیشن کے تحت منعقدہ امتحانات میں جن اساتذہ کا رزلٹ کم تھا ان کو سزائیں دی گئی ہیں اور اسی طرح میٹرک کے خراب رزلٹ پر بھی سزائیں دی جا چکی ہیں۔

جناب سپیکر! مزید برآں جماعت نہم کے بورڈ کے رزلٹ کی شرح کے مطابق کم نتائج دینے والے اساتذہ اور ہیڈز کے خلاف پیڈا ایکٹ کے تحت کارروائی جاری ہے۔ معیار تعلیم پر کسی قسم کا سمجھوتہ نہیں کیا جاتا۔ پنجاب بھر میں میٹرک کے امتحان 2015 کے نتائج اس بات کا عملی ثبوت ہیں جو کہ پچھلے سالوں سے بہت بہتر ہیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب بھی آ گیا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1057 ڈاکٹر محمد افضل، جناب احمد شاہ کھگہ اور محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1058 محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ باسمہ چودھری اور جناب احمد شاہ کھگہ ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/1059 میاں محمود الرشید کی ہے۔

ضلع فیصل آباد کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں ادویات کی فراہمی، ڈاکٹرز کی حاضری اور صفائی کا مناسب بندوبست نہ ہونا

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دنیا" مورخہ 13۔ نومبر 2015 کی خبر کے مطابق "محکمہ صحت کی جانب سے ہر ماہ صوبہ بھر کے اضلاع میں صحت کی سہولیات کا جائزہ لینے کے لئے منعقدہ اجلاس میں مختلف کیٹیگری کے تحت پوائنٹس دیئے جاتے ہیں جس میں تحصیل ہیڈ کوارٹرز، رورل ہیلتھ سنٹر، پبلک ہیلتھ یونٹس سمیت ڈسپنسریوں میں علاج معالجہ کی سہولیات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ اس دوران ٹی ایچ کیو، آر ایچ سی اور بی ایچ یو میں ادویات کی عدم فراہمی، ڈلیوری کی تعداد صفائی اور حاضری سمیت دیگر امور کو دیکھ کر اس کے نمبر دیئے جاتے رہیں۔ گزشتہ دنوں لاہور میں سیکرٹری ہیلتھ اور ڈی جی ہیلتھ کی سربراہی میں ہونے والے اجلاس میں فیصل آباد صوبے بھر کے دیگر اضلاع میں علاج معالجہ کی عدم سہولیات کے باعث انتہائی کم درجے پر پہنچ گیا اور صوبہ کا دوسرا بڑا ضلع فیصل آباد 36 اضلاع میں سے 35واں نمبر حاصل کر سکا۔ فیصل آباد ٹی ایچ کیو، آر ایچ سی اور بی ایچ یو میں ادویات کی عدم فراہمی، ڈلیوری کی تعداد، صفائی اور حاضری کی بناء پر صحت کے حوالے سے اپنا مقام کھو بیٹھا ہے"۔ اس خبر سے فیصل آباد کی عوام

میں سخت تشویش پائی جاتی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے اور اس ضمن میں عرض ہے کہ اضلاع کی درجہ بندی، ادویات کی فراہمی، ڈلیوری کی تعداد، صفائی ویکسی نیٹر کی E-Vaccs کے ذریعے حاضری citizen feedback monitoring programme اور عملہ کی بائیو میٹرک attendance کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ اکتوبر کے مہینے میں ان تینوں indicators میں انٹرنیٹ کا problem پیش آیا جس کی وجہ سے indicators بہت نیچے چلے گئے۔ یہ درست نہ ہے کہ ضلع فیصل آباد کی درجہ بندی میں 35ویں پوزیشن ادویات کی فراہمی، ڈلیوری کی تعداد، صفائی اور حاضری کی وجہ سے آئی ہے۔ نومبر کے مہینے میں آر ایچ سی میں ایس ایم او کی پوسٹنگ 100 فیصد، ایس ایم او کی حاضری 89 فیصد، ایم او کی حاضری 75 فیصد ادویات کی فراہمی 95 فیصد رہی جبکہ بنیادی مراکز صحت میں ایم او کی حاضری 90 فیصد اور دوسرے سٹاف کی حاضری 89 فیصد، ایم او کی پوسٹنگ 89 فیصد ویکسی نیٹر کی E-Vaccs کے ذریعے حاضری 81 فیصد، بی ایچ یو 24/7 پر ڈلیوری 100 فیصد اور آر ایچ سی پر ڈلیوری کا ٹارگٹ 100 فیصد حاصل کیا گیا اور مجموعی طور پر ضلع کی کارکردگی 75 فیصد رہی۔

جناب سپیکر: اب خرابی دور ہو گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! انٹرنیٹ ٹھیک ہو گیا ہے اور وہ خرابی دور ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1063/15 بھی میاں محمود الرشید کی ہے۔

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی انتظامیہ اور پبلشرز کی ملی بھگت سے کتابوں کی غیر معیاری چھپائی کا انکشاف

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی

جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دنیا" مورخہ 26۔نومبر 2015 کی خبر کے مطابق لاہور درسی کتب کی چھپائی میں غیر معیاری اور ری سائیکل کیا ہوا کاغذ استعمال کر کے پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ انتظامیہ اور پبلشرز کی ملی بھگت سے چار کروڑ 30 لاکھ درسی کتب ناقص کاغذ پر چھاپ دی گئیں۔ ذرائع کے مطابق پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ انتظامیہ نے 68 گرام کے نئے کاغذ پر درسی کتب کی اشاعت کا ٹینڈر منظور کیا جبکہ ٹینڈر کی خلاف ورزی کرتے ہوئے چھپائی 62 گرام کے ناقص کاغذ پر کی گئی۔ اس طرح ناقص کاغذ استعمال کر کے ٹیکسٹ بک بورڈ انتظامیہ نے 60 کروڑ روپے کی کرپشن کی۔ ذرائع کے مطابق ناقص کاغذ کے استعمال سے بچوں میں ہیپاٹائٹس سمیت مختلف بیماریوں کے پھیلنے کا خدشہ ہے۔

جناب سپیکر! دریں اثنا چیئرمین پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ نے معاملے کا نوٹس لیتے ہوئے انکوائری کے لئے تین رکنی کمیٹی تشکیل دی ہے۔ چیئرمین پنجاب بک بورڈ نے کہا کہ جو پبلشرز ناقص پیپر کا استعمال کر رہے ہیں ان کو بھاری جرمانے کئے جائیں گے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ کی زیر نگرانی تعلیمی سال 17-2016 کے لئے نصابی کتب کی طباعت اور اشاعت کا کام ماہ نومبر 2015 سے جاری ہے۔ گورنمنٹ سکولوں کے طلباء و طالبات کے لئے فری کتب کی طباعت کا کام بذریعہ ٹینڈر کرایا جا رہا ہے۔ ان کتب کی تیاری میں استعمال ہونے والا کاغذ بڈرز نے خود خریدنا ہوتا ہے۔ مقررہ تصریحات کے مطابق کاغذ کی پڑتال کا کام ساتھ ساتھ جاری ہے۔ ان کتب کے لئے بڈرز نے منڈیالی پیپر ملز، فلائنگ پیپر ملز، ارسہ پیپر ملز، اے اے پیپر ملز اور پریمئیر پیپر ملز کے کاغذات کے نمونے پیش کئے جو لیبارٹری سے چیک کروائے گئے، منظور شدہ تصریحات کے مطابق کاغذ استعمال کرنا بڈرز کی قانونی ذمہ داری ہے۔ بورڈ وقتاً فوقتاً کاغذ کے نمونے حاصل کر کے اپنے وسائل کے مطابق اس کی گرامیج چیک کرتا ہے۔ اگر کسی کاغذ میں فرق نظر آئے تو اسے لیبارٹری سے چیک کروایا جاتا ہے اور فرق ہونے کی صورت میں بڈرز کو معاہدہ کے مطابق جرمانہ کیا جاتا ہے۔ سال رواں میں پریکٹیکل نوٹ بکس کی طباعت کے دوران کاغذ کے نمونوں کی پڑتال لیبارٹری سے کرائی گئی جن بڈرز کے کاغذ کم تر کوالٹی کے ساتھ پائے گئے ان پر تقریباً 25 لاکھ روپے جرمانہ عائد کیا گیا۔

جناب سپیکر! پریمیئر جیکٹس کی طباعت کے دوران ابتدائی چیکنگ پر چند کتب کے کاغذ کی گرامیج مطلوبہ گرامیج سے کم پائی گئی جن کے نمونہ جات لیبارٹری میں بھجوائے گئے جس پر رپورٹ آنے پر حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی۔ کتب کی معیاری تیاری کی غرض سے بھی کئی کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں جو کتابوں کی پرنٹنگ، بائنڈنگ اور کاغذ کی کوالٹی، گرامیج چیک کرتی ہیں اور خرابی کی صورت میں متعلقہ فرم کو agreement کے مطابق جرمانہ کیا جاتا ہے۔ بورڈ اوپن مارکیٹ سے کتب کی تیاری کے لئے جو کاغذ خرید کر پرنٹرز کو مہیا کرتا ہے، کاغذ کے حوالے سے گزشتہ سال کاغذ کی کوالٹی کے بارے میں کوئی شکایت نہیں آئی۔ جہاں تک آمدہ سال کا تعلق ہے تو بورڈ نے اس سال بھی اچھے برانڈ کا کاغذ خریدا ہے جو کہ اپنی کوالٹی اور shed کے لحاظ سے پہلے استعمال ہونے والے کاغذ سے بہتر ہے۔ ہر جیکٹ میں استعمال ہونے والا کاغذ مقررہ تصریحات کے مطابق ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، اب میں کن کا پوائنٹ آف آرڈر لوں؟ پہلے تو اپوزیشن لیڈر ہیں۔ ظاہر ہے کہ پہلے ان کا لینا پڑے گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس مسئلے کی جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ وقفہ سوالات میں تین چار سوالات ہی take up ہوتے ہیں اور آج ایک انتہائی اہم مسئلہ میٹرو راولپنڈی کے متعلق عارف عباسی صاحب کا چوتھا یا پانچواں سوال تھا جو کہ take up نہیں ہوا۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! سوال تو اب گزر گئے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! نہیں۔ میں اس سے متعلقہ بات کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! عباسی صاحب نے وہاں جو بات پوچھی تھی کہ میٹرو بسوں کو کتنے میں خریدا ہے تو جواب میں ہے کہ پنجاب میٹرو بس اتھارٹی ہے (پی ایم اے) اس کی طرف سے یہ 68 بسیں ہیں اور فی کلو میٹر سروسز کی بنیاد پر ماہانہ ادائیگی کی جاتی ہے اور یہ ادائیگی -/325 روپے فی کلو میٹر کے حساب سے کی جاتی ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ -/325 روپے فی کلو میٹر کی ایک بس کی ادائیگی ہم کرتے ہیں اور روزانہ 20/15 ہزار روپے ایک بس کا دیتے ہیں تو 68 بسوں کا اگر کروڑوں روپے ہر مہینے آپ ترک کمپنی کو کرائے اور سروس چارجز کی مد میں دیتے ہیں تو ہم یہ کیوں نہیں خرید لیتے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت پنجاب کی طرف سے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، جب یہ سوال آئے گا تو میں دیکھوں گا۔ یہ بات مناسب نہیں ہے اور یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ میاں صاحب! ایجنڈے کی اگلی آئٹم محکمہ آبپاشی پر بحث ہے تو میں وزیر آبپاشی سے کہوں گا کہ وہ آغاز کریں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

کورم کی نشاندہی

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا نہیں ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہٰذا پندرہ منٹ کے لئے وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر 5 بج کر 27 منٹ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: تمام معزز ممبران اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ گنتی کی جائے۔ گنتی کی گئی۔ کورم پورا نہیں ہے لہٰذا اب اجلاس کی کارروائی کل بروز منگل مورخہ 16۔فروری 2016 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔